فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا

رشتۂ فاروق رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی باہمی
محبت و مودت اور رشتہ داری کے حالات پر مشتمل جامع اور مختصر مجموعہ

تالیف

حافظ محمد اقبال رنگونی (مقیم حال مانچسٹر انگلینڈ)

ناشر

اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

خلافت راشدہ لائبریری
حق نواز کیسٹ سنٹر
شہتر محلہ - کنڈ یارو
ضلع نوشہرو فیروز (سندھ

شیرازۂ عنوان

عنوانات	صفحہ
حرفِ اول - ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی	
تقدیم — مؤلف	۶
بابِ اوّل	۱۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام	۱۳
مرادِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۱۳
شیعی کتب میں حضرت عمر کی فضیلت	۱۴
دعائے نبوی کا اثر	۱۵
غزواتِ حیدری میں حضرت عمر کی تعریف	۱۵
حضرت علی اور حضرت فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہما)	۱۷
ہجرتِ عمر اور سیدنا علی	۱۸
حضرت علی کی نصیحت	۱۹
بابِ دوم	۲۰
حضرت علی کی طرف سے حضرت عمر کی بیعت	۲۰

عنوانات	صفحہ
حضرت علی کی طرف سے حضرت عمر کا ادب واحترام	۲۲
دوستانہ ذمہ داری	۲۲
بے تکلفانہ روابط	۲۴
بابِ سوم	۲۶
حضرت علی حضرت فاروقِ اعظم کے مشیر کی حیثیت سے	۲۶
حضرت عمر کی اقتداء	۲۶
حضرت عمر کی نیابت	۲۶
حضرت عمر کی سفارت	۲۷
اخراجِ یہود میں موافقت	۲۸
باہمی مشاورت	۳۰
لواطت کی سزا میں مشورہ	۳۱
شراب نوشی کی سزا میں مشورہ	۳۲
چوری کی سزا میں مشورہ	۳۴
اسلامی تاریخ کے سنہ آغاز پر مشورہ	۳۵

عنوانات	صفحہ
ایک شیعہ مؤرخ کی شہادت	۳۵
خلفائے ثلاثہ کے دور میں حضرت علی کی خدمات	۳۶
سیدنا حسن کی شادی اور سیدنا فاروقِ اعظم	۳۶
باب چہارم	۳۹
حضرت علی اور حضرت فاروقِ اعظم کی رشتہ داری	۳۹
سیدنا علی حضرت عمر کے خُسر تھے	۳۹
نکاحِ ام کلثوم پر اہلسنت اور شیعہ کتب کے دلائل	۳۹
بعض شیعوں کی افسوس ناک تاویلات	۴۲
فاروقی رشتے	۴۴
باب پنجم	۴۸
شیعہ کتب میں حضرت عمر کے کارنامے	۴۸
اسلام اور فتح ایران	۴۹
حضرت علی کی تائید مزید	۵۰
حضرت عمر مسلمانوں کی پناہ گاہ	۵۰
سیدنا حضرت عمر اور ایرانی	۵۳
تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے ..	۵۴
سیدنا عمر کے لئے دعائے مرتضوی	۵۶
تنویر مساجد پہ دعائے مرتضوی	۵۷
حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ اور تشویشِ مرتضوی	۵۸
شہادتِ عمر اور تاثراتِ مرتضوی	۶۰
دفن فاروقی میں شمولیتِ مرتضوی	۶۲
سیرۃ فاروقی اور اعترافِ مرتضوی	۶۴
سیدنا عمر کے لئے کلماتِ خیر	۶۶
تنقیص شیخین پر فتویٰ مرتضوی	۶۹
بابِ ششم	۷۴
ائمہ اہلبیت کی طرف سے حضرت فاروقِ اعظم کی فضیلت کا اعتراف	۷۴
حضرت سیدنا حسن کی گواہی	۷۴
حضرت زین العابدین کا بیان	۷۵
حضرت زید کا ارشاد	۷۶
حضرت امام باقر کا اعلان	۷۷
حضرت امام جعفر کا عمل وارشاد	۷۹
حضرت موسیٰ کاظم کی گواہی	۸۱

Scanned with CamScanner

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
باب ہشتم	۸۲-	فرزندانِ حسین رضؓ	۸۳-
خلفاء ثلاثہ کے ناموں پر ائمہ اہلبیت کے نام	۸۲-	حضرت زین العابدین رحؒ	۸۳-
		حضرت موسیٰ کاظم رحؒ	۸۳-
فرزندان علی رضؓ	۸۳-	حضرت علی رضا رحؒ	۸۴-
فرزندان حسن رضؓ	۸۳-	تنقیصِ شیخین کا بدترین انجام	۸۴-

نام کتاب ـــــــــــ رشتہ فاروقؓ و علیؓ

نام مولف ـــــــــــ حضرت حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

حرفِ اوّل ـــــــــــ ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

مطبع ـــــــــــ اسود پریس فیصل آباد

کاتب ـــــــــــ رفیق رضا ملتان

قیمت ـــــــــــ ۸/- روپے

ناشر

ادارہ اشاعۃ المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

پاکستان فون: ۰۴۱۱/۳۱۱۲۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تقدیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی خصوصاً علی سید الرسل وخاتم الانبیاء وعلی آلہ الاتقیاء واصحابہ الاصفیاء

امّا بعد :-

تاریخ نے یہ عجیب منظر بھی دیکھا ہے کہ یہودیوں سے جب پوچھا گیا کہ تمہاری امت میں سب سے افضل کون تھے تو سب نے بیک زبان کہا کہ اصحابِ موسیٰ علیہ السلام سب سے افضل تھے۔ جب نصاریٰ سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب سب سے افضل واعلیٰ تھے ___ مگر ___ ہاں۔ مگر جب روافض (شیعہ) سے جب پوچھا گیا کہ بتاؤ تمہاری امت کے سب سے بدترین لوگ کون ہیں تو فوراً کہنے لگے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (العیاذ باللہ)۔

(شرح عقیدہ طحاویہ ص ۴۱۷)

شیعہ حضرات پر یہ الزام واتہام نہیں بلکہ ایک روشن حقیقت ہے اور خود انہیں اس کا اعتراف واقرار ہے۔ شروع سے لے کر آج تک ان کے محدثین ہوں یا مفسرین، مجتہدین ہوں یا مفکرین، حجۃ اللہ ہوں یا آیۃ اللہ، ذاکر ہوں یا ملّا سب ہی کا ایک ہی ترانہ اور ایک ہی نغمہ ہے کہ رسول کے اصحاب (تین چار کو چھوڑ کر) سب کے سب کافر، مرتد اور جہنمی ہیں جو شیعی مجتہدین اس حقیقت سے انکار و انحراف کی راہ فراہم کرتے

ہیں۔ دراصل انہوں نے تقیہ کی سیاہ نقاب سے انہیں ڈھانک رکھا ہے۔ یا پھر حقیقت میں وہ شیعہ ہی نہ ہوگا! شیعہ مذہب اور کفر صحابہ (معاذ اللہ) لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کا اثبات دوسرے کا اثبات، ایک کی نفی دوسرے کی نفی ہے۔ آیئے ذرہ ان کے عقائد پر بھی ایک نظر کرلیں :۔

امام باقر سے روایت کرتے ہیں کہ :

(۱) حضور کے بعد تمام صحابہ کافر و مرتد ہو گئے سوائے تین کے ابو ذر۔ مقداد۔ سلمان۔ (رجال کشی ص۶، اصول کافی ص۳۴۴/۲، مجالس المؤمنین و منتہی الآمال وغیرہ)

خمینی صاحب کے پیر و مرشد علامہ باقر مجلسی رقم طراز ہیں :۔

(۲) "واعتقادِ ما دریں برأت آنست کہ باید بیزاری جویند از بت ہائے چہار گونہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و زنان چہار گونہ عائشہ و حفصہ و ہندہ و ام الحکم واز جمیع اشباع و اتباع ایشاں و آنکہ ایشاں بدترین خلق خدایند و آنکہ تمام نمی شود اقرار بخدا و رسول و آئمہ ہدی مگر بہ بیزاری از دشمنانِ ایشاں" (حق الیقین ص۳۱۲ طبع لکھنؤ)

ترجمہ: اور تبرا کے بارے میں ہمارا اعتقادیہ ہے کہ بیزاری کا اظہار کریں چار بتوں سے یعنی ابوبکر، عمر، عثمان و معاویہ سے اور چار عورتوں یعنی عائشہ حفصہ، ہندہ وام الحکم سے اور ان کے تمام پیروکاروں سے اظہار بیزاری واجب ہے اور یہ لوگ خدا کی مخلوقات میں سب سے بدترین ہیں اور خدا و رسول اور ائمہ ہدی کا ماننا اس کے بغیر نہیں ہوسکتا کہ ان کے دشمنوں سے اظہار بیزاری ہو۔

یہی ملا باقر مجلسی ایک اور جگہ لکھتا ہے !

(۳) "و وجوب بیزاری از ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولعن و برأت از طلحہ و زبیر و عائشہ الخ" (حق الیقین ص۳۳۴، ص۳۳۵)

(ترجمہ) ابوبکر، عمر، عثمان و معاویہ سے اظہار بیزاری واجب ہے۔۔۔ اور لعنت و تبرا کرنا طلحہ و زبیر و عائشہ پر ضروری ہے"۔

(۴) "حضرت فرمود ہر دو کافر بودند و ہر کہ ایشاں را دوست دارد کافر است و دریں باب احادیث بسیار است و در کتب حدیث متفرق است و اکثر در کتب بحار مذکور است۔" (حق الیقین ص۳۱۴)

(ترجمہ) کہ انہوں نے فرمایا کہ (ابوبکر و عمر) کافر تھے اور جو بھی ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ ۔ ۔ اور اس باب میں احادیث کثرت سے ہیں"۔

ملا باقر مجلسی کے بغض شیخین کا اندازہ لگائیے، وہ کہتا ہے:

"بفرعون یعنی ابوبکر و ہامان یعنی عمر"۔ (حق الیقین ص۲۰۷)

(۵) شیعہ حضرات کا مستند ترجمہ قرآن جو مقبول احمد دہلوی شیعی کا ہے اس میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ

وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی

کہ اللہ بے حیائی، بدی اور بغاوت سے منع کرتا ہے

کی تفسیر کرتے ہوئے مسٹر مقبول احمد دہلوی لکھتا ہے:

"الفحشاء سے مراد ہیں جناب اول (یعنی ابوبکرؓ) اور المنکر سے مراد ہیں حضرت ثانی (یعنی حضرت عمرؓ) اور البغی سے مراد ہیں مسٹر ثالث (یعنی حضرت عثمانؓ)"۔ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص۵۵۱ طبع لاہور)

(۶) قرآن کریم میں ہے کہ

واذ قلنا لك ان ربك احاط بالناس وماجعلنا الرویا التی
اریناک الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن (الاية)
(پ ۱۵- بنی اسرائیل)

کی شرح میں مسٹر مقبول دہلوی شیعی لکھتا ہے کہ:

"رسولِ خدا نے خواب میں دیکھا تھا کہ بنی تیم و بنی عدی منبر پر ہیں اور لوگوں کو راہِ حق سے برگشتہ کر رہے ہیں۔ پھر عرض کی گئی کہ یہ شجرۂ ملعونہ کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ بنی امیہ ہیں ...... (قولِ مترجم) بنی تیم سے مراد ہے ابوبکرؓ، بنی عدی سے مراد عمرؓ بنی امیہ سے مراد عثمانؓ و معاویہ... لعنۃ اللہ علیہم اجمعین" ص۵۶۴

(۷) شیعوں کے فخر المحققین مرزا ابوالفضل ( ) لکھتا ہے کہ:

"جو شخص جبت وطاغوت (یعنی ابوبکر وعمر) کو ایک دفعہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس کو سات کروڑ نیکیوں کا ثواب دیتا ہے اور سات کروڑ گناہ معاف فرماتا ہے اور سات کروڑ درجے بلند کرتا ہے جو شام کو ان دونوں پر ایک دفعہ لعنت کرے اسی قدر اس کو ثواب حاصل ہوتا ہے (پھر امام زین العابدین اور امام باقر سے نقل کرتے ہیں کہ) جو شخص ہر صبح کو ایک دفعہ دونوں پر لعنت کرے اس دن اس کا کوئی گناہ شام تک نہیں لکھا جاتا اور جو شام کو اس طرح کرے تو صبح تک کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا"

(بحوالہ آفتابِ ہدایت ص۳۰۰)

ملا باقر مجلسی تو اس معاملے میں سب پر سبقت لے گیا وہ کہتا ہے کہ:

"امام باقر نے ابوبکر وعمر کو جہنم کی آگ میں جلتے دیکھا انہوں نے آپ سے فریاد کی۔ امام نے کہا کہ میں تمہاری سفارش نہیں کروں گا کیوں کہ تم

تم غاصب ہو تم نے ہمارا حق چھینا اس لئے تم کو جہنم میں داخل کر دیا گیا ہے۔" (تفصیل کے لئے دیکھیئے حق الیقین ص۲۴۶)

اب ذرہ جگر پر ہاتھ رکھ کر سنی مسلمانوں کے بارے میں ان کا عقیدہ سن لیجیئے۔ یہی مجلسی لکھتا ہے۔

" وقتی کہ قائم ظاہر میشود پیش از کفار ابتدا بسنیاں خواہد کرد باعلماء ایشاں وایشاں را خواہد کشت۔ (حق الیقین ص۳۱۷ سطر۷)

جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو کافروں کے قتل سے پہلے سنی علماء سے قتل کی ابتداء سے کریں گے۔ (اور سب سے پہلے ان سنیوں کا ہی قتل ہوگا۔"

ایک شبہ کا ازالہ:

ممکن ہے اور بہت ممکن ہے کہ شیعہ مجتہدین جب ان حوالوں کے جواب سے تنگ آجائیں یا وہ سنی علماء جو خمینی صاحب کے اشارہ ابرو پر ناچ رہے ہیں یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کریں کہ ہم ان حوالوں سے بیزار ہیں اس لئے کہ علامہ خمینی شیعہ سنی اتفاق واتحاد، شیعہ سنی بھائی بھائی کا حکم دیتے ہیں اور ان کا مقصد ہی اتحاد واتفاق ہے! مگر آپ یاد رکھیں کہ یہ قطعاً جھوٹ ہے۔ خمینی صاحب سے اس کی ہرگز امید نہیں کہ وہ اپنے پیر و مرشد اور مقتداء کے ارشادات سے انحراف کریں! اس سلسلے میں دو باتوں کا لحاظ رکھئے۔

پہلی بات! یہ کہ آپ ان شیعی مجتہدین یا نام نہاد سنی مفکرین سے یہ پوچھیئے کہ جو شخص مندرجہ بالا عقیدہ رکھتا ہو اور جو ایسا کہتا ہو وہ کافر ہے یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ ہاں بالکل ہے تو آپ ان سے تحریری طور پر اس کی تصدیق کرائیے زبانی جمع خرچ کافی نہ ہوگی۔

دوسری بات ! یہ کہ ہم نہیں سمجھتے کہ خمینی صاحب مذکورہ بالا عقائد کے حامل کو کافر کہیں اس لئے کہ وہ خود اس کی زد میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاسرار" میں ملا باقر مجلسی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو ان کی کتابیں پڑھنے کا حکم اور اس کی ترغیب و تلقین کی ہے۔ یقین نہ آئے تو آپ یہ سطریں پڑھیں :

"کتاب ہائے فارسی راکہ مرحوم مجلسی برائے مردم پارسی زبان نوشتہ بخوانید۔ (کشف الاسرار ص ۱۲۱)

وہ فارسی کتابیں جو مجلسی مرحوم نے ایرانیوں کے لئے لکھی ہیں انہیں پڑھتے رہو۔"

خمینی صاحب تو انہیں مرحوم کہہ رہے ہیں اور ان کی کتابوں کو پڑھتے رہنے کی تلقین کر رہے ہیں پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ان پر کفر کا فتویٰ لگائیں۔ (فافہم وتدبر یا اولی الالباب)

۔ ہم نے یہ چند حوالے دل پر ہاتھ رکھ کر دیئے ہیں ورنہ ان کی تمام کتابوں میں ان کے اکابر ہوں یا اصاغر، مجتہد ہوں یا مفکر، آیت اللہ ہوں یا حجۃ اللہ۔ سب ہی کا ایک ہی ترانہ رہا ہے۔

"قیاس کن نہ گلستان من بہار مرا" !

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر تمام اکابر اہلبیت کا یہی عقیدہ تھا یا اس کے خلاف تھا؟ جہاں تک قرآن وحدیث اور سیرتِ خلفاء راشدین کا مطالعہ کیا جائے پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرات گرامیٔ قدر ان تمام باتوں سے قطعاً بری ہیں۔ نہ انہوں نے اس کی تعلیم دی اور نہ ہی ان کا یہ عقیدہ تھا۔ ان حضرات گرامیٔ قدر کے درمیان نفرت و عداوت، مخاصمت و

Scanned with CamScanner

مناقشت کا دور دور تک پتہ نہ تھا۔ یہ تو آپس میں محب و مخلص، ہمدم و ہمراز تھے۔! سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا علی المرتضیٰ کے حسنِ تعلقات سے متعلق البلال کے تین چار شماروں میں مضامین تحریر کیے گئے۔ اب سیدنا حضرت عمر فاروق اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہما) کے حسنِ تعلقات سے متعلق یہ مختصر کتابچہ پیشِ خدمت ہے

ہم نے اس کتابچہ کی ترتیب میں علاوہ دیگر کتابوں کے حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ کی تصنیفِ لطیف " رحماء بینہم " (حصہ دوم) سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ موصوف کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے کہ موصوف نے نہایت ہی محنت اور عرق ریزی سے " رحماء بینہم " جیسی تحقیقی کتاب امت کو مرحمت فرمائی۔ جو بلاشبہ اس موضوع پر سب سے فائق ہے۔ جزاہ اللہ فی الدارین واحسن الجزاء۔!

5505

باب اول

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام

مُرادِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا عمر بن الخطاب رضؓ زمانۂ جاہلیت میں دشمنانِ اسلام کے سرخیل تھے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شوکت و خدمتِ اسلام کے لئے اللہ رب العزت سے مانگا اور دعا فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا اس طرح فرمائی کہ:

اللهم اعز الاسلام بابی جهل بن هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا على النبی صلی الله علیه وسلم فاسلم ثم صلى فی المسجد ظاهراً۔ رواه الترمذی (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷)

"اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے عزت نصیب فرما۔ حضرت عمر نے صبح کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور اسلام لے آئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ظاہری طور پر نماز ادا فرمائی۔

Scanned with CamScanner

شیعی کتب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

شیعہ حضرات بھی اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ان کی مستند کتاب "بحار الانوار" کے "کتاب السماء والعالم" میں حضرت امام باقر رضؓ سے روایت ہے کہ:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جھل بن ھشام

(تفسیر صافی ص۳۲۰)

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا اور خواہش کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایمان وایقان کی لازوال دولت مرحمت فرما کر اسلام کو وہ شان و شوکت عطا فرمائی کہ کفار بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر دینِ اسلام میں ایک عمر اور پیدا ہو جاتا تو پوری دنیا حلقہ بگوشِ اسلام ہو جاتی۔

غور فرمائیں سیدنا حضرت عمر کی کیا شان ہوگی جسے خود آقائے دو جہاں شفیع عاصیاں سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی شوکت و قوت کے لئے اللہ سے طلب فرماویں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ باقی حضرات صحابہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے مگر سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خود رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اللہ رب العزت سے مانگ کر لائے۔ مقبول احمد شیعی بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ:

"جن کو محبوبِ خدا نے غلبۂ دین اور سطوتِ اسلام کے لئے دربارِ ربوبیت سے طلب کیا۔"

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص۵۹۶)

ے سب صحابہؓ مُریدِ احمدؐ ہیں
ہیں مرادِ رسولِ پاکؐ عمرؓ

دُعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر

کتب احادیث و سیر سے واضح ہے کہ جب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو اس کا پہلا ہی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو اب خانہ کعبہ میں علانیہ طور پر نماز پڑھنے کی جرأت ہوگئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"جس دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس دن سے اسلام عزت ہی پاتا گیا آپ کا اسلام گویا فتحِ اسلام تھی اور آپ کی ہجرت گویا نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت تھی۔ ہماری ہمت نہ تھی کہ ہم کعبہ مشرفہ میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپ نے مشرکین سے اس قدر جدال و معرکہ آرائی کی کہ مجبوراً اُن کو ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت دینی پڑی"۔

غزواتِ حیدری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جرأت کی تعریف

شیعوں کے نزدیک بھی واقعہ یہی ہے۔ غزواتِ حیدری میں تفصیلی طور پر اس کا ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے بعد:

"تب اصحاب نے عرض کی یا نبی اللہ اب ہم کو اجازت دیجیے اور بے تکلف فرمائیے تاکہ حرمِ محترم میں جا کر آشکار نماز پڑھیں اور اطاعت الٰہی بجا لاویں ہر گاہ اصحاب فضیلت انتساب نے جماعت پر اتفاق کیا۔ محبوب ایزد خلاق نے بھی شاداں و فرحاں سجدہ گاہ آفاق کے

قدم رنجہ فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور آگے سب کے عمر تیغ بکمر بجماعت وافر
اور پیچھے اصحاب خجستہ انساب بصد کر وفر ہنستے اور باتیں کرتے
بے خوف و خطر داخل خانہ وارد ہوئے۔ یکبار حدار حرم نے بصد
افتخار سراپنا تا بعرش کردگار پہنچایا۔ کفارِ نا ہنجار نے جس وقت یہ
دیکھا اور جاہ و جلال یا وران نیک افعال کا اس مرتبہ مشاہدہ کیا۔ ۔ ۔ ۔
ایک خود سر نے پاس عمر کے آکے کہا اے عمر یہ گوہر یہ کیا فتنہ دگر
ہے اور تو اس گروہ پُر شکوہ میں کیوں تیغ بکمر ہے عمر نے یہ بات سخت
سن کر پہلے اسلام اپنا ظاہر کیا اور بصد طیش کہا اے نابکار ہفوت
شعار۔ اگر تم میں سے ایک نے بھی اس وقت جگہ سے حرکت کی یا
کوئی بات بے جا زبان پر آئی۔ بخدائے لایزال ایک کا بھی سر بدن
پر نہ ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ پس دلاوران دین اصحاب سید المرسلین مسجد میں آئے
اور صفِ اسلام کو بنیتِ اقتدار، جما کر برابر کھڑے۔ خطیب مسجد
اقصیٰ حبیب کبریا نے قصدِ امامت کیا اور واسطے نیت نماز کے
دستِ مبارک تا بگوش پہنچایا ؎

نبی گفت تکبیر چوں در حرم
فتادند اصنام بر روئے ہم

اور اہلِ شہر ہر چند دیکھتے تھے لیکن کسی کو مجالِ مقاومت نہ تھی۔
(غزوات حیدری شیعہ ص۴۲ وقائع دوم)

شیعہ حضرات کی اس کتاب نے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام
لانے اور دینِ اسلام کو قوت وشوکت پہنچانے کا جو واقعہ بیان کیا ہے وہی تمام شیعوں
کے لیے لائقِ عبرت ہے۔ حملۂ حیدری کا مصنف مرزا محمد رفیع باذل شیعی بھی لکھ

بگفتند اصحاب ہم تہنیت   وزاں پیشتر یافت دین تقویت
ہمیں رفت جبرئیل بالائے سر   بہ فرق ہمایوں بگسترده پر
ملائک چپ وراست دردورباش   شیاطین زہیبت شدہ پاش پاش

(حملہ حیدری جلد اص ۲۱)

حاصل یہ کہ جب سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر ایمان لائے تو اصحاب کرام نے بھی مبارک بادکہی۔ عمر کے اسلام لانے سے دین کو بڑی تقویت ملی۔ (حضرت عمر نے کہا کہ جب بتوں کی پرستش علانیہ ہورہی ہے تو خدا تعالیٰ کی عبادت کیوں چھپ کر کی جائے چلیے بیت اللہ شریف میں جاکر نماز ادا کرتے ہیں چنانچہ یہ مقدس گروہ اس شان سے روانہ ہوا کہ) جبرئیل علیہ السلام سروں کے اوپر اڑ رہے تھے اوران کے پروں کا سایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا۔ دائیں بائیں فرشتے دورباش کی صدائیں لگا رہے تھے اورشیاطین رعب ودبدبہ سے پاش پاش ہوچکے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے کس خوبی سے سیدنا حضرت عمر کی شان کا اظہار کر دیا گیا ہے اب بھی اگر کوئی نہ مانے تو سوائے تعصب اورجہالت کے اوراس کا کیا نام ہوسکتا ہے!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام

خصوصیات سیدنا عمر:

یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سیدنا حضرت عمر فاروق کو مندرجہ ذیل القاب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

رجل مبارک	بابرکت شخص	(تاریخ طبری ص ۱۵۶/۵)
نجیب امت	شریف ومخلص	(مسند احمد ج اص ۱۲۱ ترمذی ص ۵۴۱ حلیہ ص ۱۲۸/۱)

فاروق	حق و باطل میں فرق کرنے والے	(ریاض النضرة ج ۱ ص۲۴۶، تاریخ عمر لابن جوزی ص۱۶)
خلیل وصدیق	سچے اور پیارے دوست	(المصنف لابن شیبہ جلد ۲ ص۱۷۹)
القوی الامین	زبردست امانت دار	(تاریخ الامم طبری ج ۵ ص۱۸، تاریخ کامل ج ۳ ص۲۹)
رشید الامر	صحیح الرائے	(تاریخ کبیر جلد ۲ ص۱۴۵، کتاب الخراج ابو یوسف ص۷۴، فتوح البلدان ص۷۳)
امام ہدایت راشد	مرشد مصلح بلمع	(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص۱۴۹، سیرت عمر لابن جوزی ص۳۱)

خلاصہ یہ کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی نظر میں حضرت عمر فاروق گوناگوں فضائل و مناقب کی عظمتوں، بے حد تعریفوں، لاتعداد فضیلتوں، ان گنت خوبیوں اور بے شمار مدائح و محامد کے حامل تھے۔ (بحوالہ رحماء بینہم جلد ۲ ص۶۴ تا ص ـ)

ہجرت عمرؓ اور سیدنا علی المرتضیٰؓ

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

" ہر شخص نے خفیہ طور پر ہجرت کی ہے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا قصد کیا تو ایک ہاتھ میں تلوار لی اور دوسرے میں تیر اور پشت پر کمان کو لگا کر خانہ کعبہ میں تشریف لائے۔ سات مرتبہ طواف کیا اور دو رکعتیں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر ادا کیں پھر سرداران

قریش کے حلقہ میں تشریف لائے اور ایک ایک سے کہا کہ تمہارے منہ سیاہ ہوں۔ جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد اور اپنی بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے وہ آکر مجھ سے مقابل ہو کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کو روکتا۔"

(تاریخ اسلام صہ نجیب آبادی)

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک کے اثرات دیکھئے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے آپ کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں ان پر بھی پھر سے نظر ڈالئے فوراً معلوم ہوگا کہ واقعۃً سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ شان اور یہ مرتبہ ملا ہوا تھا اور آپ کے ذریعہ اسلام کو وہ قوت و شوکت، رفعت و عزت نصیب ہوئی جس کے غیر بھی معترف ہیں۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کی بہت پیاری نصیحت

"جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) کو نہ بھول جانا"

(حلیۃ ج ۴ صہ ۱۵۲، صواعق محرقہ صہ ۹۸)

جو لوگ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھلائی سے یاد کرنے کی بجائے الٹا ان پر الزام لگایا کرتے ہیں انہیں حضرت علی المرتضیٰ کی نصیحت کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں۔ درحقیقت انہیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں بلکہ ان کے نام پر اپنے جذبات کی تسکین ہے۔ (معاذاللہ)

باب دوم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں نے ایک عہد کیا ہے کیا تم اس پر رضامند ہوتے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اے خلیفۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہم اس بات پر راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر بن الخطاب کے بغیر ہم کسی دوسرے شخص کے حق میں راضی نہیں ہوں گے۔"

(اسد الغابہ جلد ۴ صـ ۷، صواعق محرقہ صـ ۵۱، ریاض النضرۃ جلد ۲ صـ ۸۸)

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین ہوئے آپ کی سب اصحاب بشمول سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت فرمائی۔

حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ:

"پس مسلمانوں نے ابوبکر کی بیعت کی تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ ان کی بیعت کی۔ پس جب وہ جہاد کے لئے مجھے کہتے تو میں جہاد میں شریک ہوتا جب وہ مجھے عطایا دیا کرتے تو میں قبول کرتا

"... پس ابوبکر نے (آخری وقت میں) عمر کے حق میں اشارہ کیا اور اس معاملہ میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس مسلمانوں نے عمر سے بیعت کی۔ میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ عمر کی بیعت کی جب وہ غزوات میں مجھے طلب کرتے تو میں ان کا شریک کار ہوتا اور عطیات دغنائم وغیرہ جب وہ مجھے عنایت کرتے تو میں ان کو قبول کرتا۔"

(کنز العمال جلد ۶ ص ۸۲)

علمائے اہلِ سنت کی ان کتابوں اور ان حقائق سے شیعہ احباب متفق نہ ہوں تو ان کی تسلی کے لئے شیعہ مجتہد شیخ ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی (۴۶۰ھ) کا قول درج کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیے!

"فبایعت ابابکر کما بایعتموہ ..... فبایعت عمر کما بایعتموہ ..... فوفیت له ببیعته حتی لما قتل جعلنی سادس ستة فدخلت حیث ادخلنی

(امالی شیخ طوسی جلد ثانی ص ۱۲۱ طبع نجف اشرف عراق)

"جس طرح تم نے ابوبکر کی بیعت کی اسی طرح میں نے بھی ان سے بیعت کی ..... پھر جس طرح تم نے عمر کی بیعت کی میں نے بھی اسی طرح عمر کی بیعت کی اور بیعت کے حقوق کو میں نے پورا کیا حتیٰ کہ جب عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو عمر نے مجھے چھ آدمیوں (کی کمیٹی) میں ایک ممبر قرار دے کر شامل کیا اور میں نے شامل ہونا قبول کیا۔"

(رحماء بینہم حصہ دوم ص ۵۷)

شیعہ حضرات کی اس روایت کے پیشِ نظر یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور آپ کو امیر المومنین

بدل وجان تسلیم کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ شیعہ مجتہدین اسے برتقیہ کی سیاہ چادر اوڑھا دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب و احترام

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اس کے بعد آپ کو ہمیشہ "یا امیر المؤمنین" کہہ کر مخاطب ہوتے تھے تاکہ بعد میں آنے والے کو کسی طرح کی بھی بدگمانی پھیلانے کا موقع نہ ملے ادب و احترام کی اس کیفیت کو شارح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید شیعی (۶۵۶ھ) کی زبانی سنئے!

"(حضرت) علی (حضرت) عمر کو اس وقت سے جب وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ امیر المؤمنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور یہ بات اسی طرح کتب حدیث و کتب سیر و تاریخ میں بیان ہوئی ہے۔ (شرح نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۶۳)

دوستانہ ذمہ داری

ادب و احترام کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ بھلائی چاہی ہے۔ آپ کی دنیوی اور اخروی زندگی کو بہتر اور اچھی دیکھنے کے آرزومند رہتے تھے۔ حضرت امام ابو یوسف رح (۱۸۲ھ) حضرت امام ابو حنیفہ رح (۱۵۰ھ) سے نقل فرماتے ہیں کہ:

"جب حضرت عمر رض خلیفہ بنائے گئے تو اس وقت حضرت علی نے ازراہِ ترغیب و تلقین حضرت عمر سے کہا کہ اگر آپ اپنے سابق خلفاء کے ساتھ ملنا چاہتے ہیں تو اپنی قمیص کو پیوند لگائیے

اپنے جوتے و موزے کو پیوند لگائیے ۔ دنیوی امیدیں کم کر دیجئے ۔
اور سیر ہو کر نہ کھائیے ۔"

(کنز العمال جلد ۸ صـ ۲۱۹، کتاب الخراج صـ ۱۵ مصر)

یہ ایک دوستانہ احساس تھا ۔ آپ اس امر کو اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے کہ اپنے دوستوں کی آخرت کو بہتر اور عمدہ بنانے کے لئے جو جو تجاویز ہوں وہ پیش کر دی جائے ۔ اگر دوستوں کی بھلائی نہ چاہے تو گویا اس نے حق دوستی ہی ادا نہ کیا اس لئے آپ نے ہمیشہ اس کا اہتمام کیا تھا ۔ تاریخ یعقوبی کا مصنف احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی شیعی (۲۰۶ھ) بھی اسی قسم کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ :

"حضرت علی نے فرمایا کہ یہ تین چیزیں اگر آپ محفوظ کر لیں اور ان پر عمل درآمد کریں تو یہ آپ کے لئے دیگر اشیاء سے کفایت کریں گی اور چیزوں کی حاجت نہ رہے گی اور اگر آپ ان کو ترک کر دیں گے تو ان کے سوا آپ کو کوئی چیز نفع نہ دے گی ۔ اس وقت عمر بن الخطاب نے فرمایا ۔ بیان کیجئے ؛ حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ ایک تو قریب و بعید سب لوگوں پر اللہ کے حدود و قوانین جاری کیجئے ! دوسرا یہ کہ کتاب اللہ کے موافق رضا مندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں یکساں حکم لگائیے ۔ تیسرا یہ کہ سیاہ و سفید ہر قسم کے آدمیوں میں حق و انصاف کے ساتھ تقسیم کیجئے ۔ یہ کلام سننے کے بعد حضرت عمر نے فرمایا کہ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ آپ نے مختصر کلام کیا مگر ابلاغ تبلیغ کا حق ادا کر دیا ہے ۔"

(تاریخ یعقوبی شیعی جلد ۲ صـ ۲۰۸، رحماء بینھم حصہ دوم صـ ۱۲۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مابین بے پناہ محبّت و مودّت تھی اور ایک دوسرے کی آخرت کو اچھی دیکھنے کے خواہش مند رہتے تھے۔ ایک دوسرے کو نصیحت کیا کرتے تھے۔ اگر خدانخواستہ ان کے درمیان وہ بات ہوتی جو شیعہ مجتہدوں نے پھیلا رکھی ہیں تو بتلایئے ایسے "کلماتِ مرتضوی" کبھی ہوتے۔ نصیحت کرنا اور بھلائی چاہنا اس امر کا شاہد ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے گہرے محب تھے۔

بے تکلّفانہ روابط

دوستی کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دوسرے سے کندھا ملا کر چلیں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں۔ ایک دوسرے کو محبّت بھری نظر سے دیکھیں۔ ایک دوسرے کی بھلائی چاہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی میں غمی میں شامل ہوں۔ سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بے تکلفانہ روابط کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیے:

"ایک مرتبہ قیس بن عبادہ حصولِ علم و اخلاق کے لئے مدینہ منورہ پہنچے ایک شخص کو دیکھا کہ دو چادروں میں ملبوس ہے۔ سر پر زلفیں ہیں۔ (دوستوں کی طرح) عمر کے کندھا مبارک پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتلایا کہ علی بن ابی طالب ہیں۔" (تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد اص ۲۱)

اگر شیعہ مجتہدوں کی اس روایت سے کہ وہ ایک دوسرے کے پکّے دشمن اور ان کے درمیان گہری عداوت تھی (معاذ اللہ) سے اتفاق کر لیا جائے تو بتلایئے کیا یہ محبانہ ادائیں ہوتیں؟ ان اداؤں کا ہونا اس امر کا واضح

Scanned with CamScanner

قرینہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے گہرے دوست تھے۔
اور یہ حضرات ان تمام باتوں سے قطعاً بری ہیں جو شیعی مجتہدوں نے ان کی جانب منسوب کر رکھی ہیں۔

باب سوم

حضرت علی حضرت فاروق اعظم کے مشیر کی حیثیت سے

حضرت عمر کی اقتداء

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے قبل سیدنا صدیق اکبرؓ نے نمازوں کی امامت کرائی تھی ظاہر ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ ان نمازوں میں برابر باجماعت نماز ادا کرتے رہے۔ اسی طرح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی آپ انہی اکابر اور یاروں کی اقتداء کرتے رہے۔ نہ آپ نے کبھی ناراضگی کا اظہار کیا۔ نہ کوئی احتجاج کیا۔ نہ نمازوں کو واجب الاعادہ سمجھا۔ شیعہ حضرات کے مشہور شاعر مرزا باذل ایرانی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے (دیکھئے حملہ حیدری جلد ۲ ص ۲۵۶) مگر شیعہ مجتہدوں نے اس بارے میں بھی یہ ہی فتویٰ دیا کہ آپ یہ سارے کام ازراہ تقیہ کرتے تھے اور اپنی نمازوں میں (خدا کی طرف متوجہ ہونے کے) ان پر لعنت کیا کرتے تھے۔

(نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نیابت

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کبھی کسی ضرورت کی بناء پر مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مسندِ خلافت پر بٹھا کر جایا کرتے تھے مثلاً:

(۱) یکم محرم سنہ ۱۴ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر پانی کے

چشمۂ احرار پر تشریف لائے اور تمام احباب کو لے کر بہ نفسِ نفیس غزوۂ عراق کی طرف جانے کا عزم کیا تو مدینہ میں اپنا نائب اور قائم مقام سیدنا علی المرتضیٰ کو مقرر کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

(البدایہ جلد ۷ صـ۳۰ ، تاریخ طبری جلد ۴ صـ۸۳)

(۲) ۱۵ھ میں فتح بیت المقدس کے واقعہ میں بھی جب تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔

(البدایہ جلد ۷ صـ۵۵)

(۳) ۱۷ھ میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سفر پر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا۔

(البدایہ جلد ۷ صـ۵۵)

غور فرمایئے۔ اگر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سیدنا حضرت عمر کی خلافت کو برحق نہ سمجھتے اور ظلم و غضب سے بھرپور حکومت خیال کرتے تو کیا آپ کی نیابت اختیار کی تھی جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق تھی اور آپ کی تائید و حمایت ان کے شاملِ حال رہتی تھی۔

حضرت عمر کی سفارت

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نجران کا والی اور حاکم بنا کر بھیجا تو ساتھ ہی یہ خط بھی تحریر فرما دیا کہ:

"میں علی ابن ابی طالب کو آپ لوگوں کی طرف خاص وصیت کر کے روانہ کرتا ہوں (اور حکم دیتا ہوں کہ) جو شخص تم میں سے اسلام لائے اس کے ساتھ بہتر و خوش تر معاملہ کیا جائے" الخ (کنز العمال جلد ۲ صـ۳۱۳)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو برحق سمجھتے تھے اور آپ کی طرف سے مختلف مقامات پر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ غور کیجئے دنیا میں اگر کوئی کسی حکومت کو تسلیم نہیں کرتا تو نہ اس کی مدد و نصرت کرتا ہے نہ اس کی طرف سے والی اور حاکم کا عہدہ قبول کرتا ہے اس لئے کہ وہ اس حکومت کو ہی برحق نہیں سمجھتا۔ جب ایک عام شخص کا یہ حال ہے تو کیا شیرِ خدا اسد اللہ الجبار کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ انہوں نے غضب کی ہوئی خلافت کو ہی برحق سمجھ لیا تھا؟ جب یہ نہیں ہو سکتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہی ہوگا کہ آپ کے نزدیک سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ برحق، عادل اور آپ کی خلافت خلافتِ راشدہ اور علی منہاج النبوۃ تھی جبھی تو آپ نے نجران کا والی اور حاکم بننا قبول کیا تھا۔!

اخراجِ یہود میں سیّدنا عمر کی موافقت

سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نجران کے یہودیوں کو ارضِ حجاز سے جلاوطن کر دیا تھا۔ آپ کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے تحت تھا کہ:

"میں پورے جزیرۂ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکال دوں گا اور اس میں مسلمان کے سوا کسی کو نہ رہنے دوں گا"

(جامع ترمذی جلد ۱ صفحہ ۱۹۴ عن جابر رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرضِ وفات میں جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔!

"مشرکین کو جزیرۂ عرب میں نہ رہنے دینا" (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۲۵ مصر)

سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل عین منشاءِ رسالت تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور ان کے اتباع (روافض) سیّدنا حضرت عمر سے ایک قسم کا خار رکھتے ہیں اور ان کی ساری کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدنام در بدکام بتلایا جائے۔

لیکن جب سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ مبارک آیا اور آپ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ سے ان اعدائے اسلام نے درخواست کی کہ ہمیں واپس بلالیا جائے — سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ نے ان کی اس درخواست کو شدت سے مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"عمر کا فیصلہ صحیح تھا اور اس سے زیادہ صحیح الرائے کون ہوسکتا ہے؟" (کتاب الخراج صـ۲۴)

یعنی جو کام سیّدنا عمر نے کیا ہے چوں کہ وہ عین منشائے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تھا اس لئے میری کیا مجال کہ میں اس کو ختم کردوں۔ (اللہ اکبر)

غور فرمایئے سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے روافض کے عقیدے کی کس قدر صراحت کے ساتھ تردید کردی ہے۔ (فالحمدللہ)

(۲) اسی طرح ایک مرتبہ سیّدنا علی المرتضیٰ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے ایک مسئلہ پر فرمایا:

"جو گرہ عمر نے لگادی ہیں اس کو نہیں کھولوں گا۔"

(کتاب الخراج یحییٰ بن آدم صـ۲۴ مصر)

مراد یہ کہ جو کام سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سرانجام دیئے ہیں ان میں تبدیلی نہیں کروں گا۔

(۳) عبد خیر کہتا ہے کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ:

"عمر بن الخطاب (کان موفقا) بہتر توفیق دیئے گئے تھے۔(رشیدا فی الامور) امور (خلافت) میں درست فیصلہ کرنے والے اور صحیح معاملہ فہم تھے اللہ کی قسم جو کام عمر نے کر دیئے ہیں ان کو میں تبدیل نہیں کروں گا۔" (تاریخ کبیر بخاری جلد ۲ ص ۱۴۵)

(۲) سیدنا حضرت حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما بھی فرماتے ہیں کہ:

"حضرت علی جب مدینہ سے کوفہ تشریف لائے تو مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے عمر بن الخطاب کی مخالفت کی ہو یا ان کے کسی کام میں تغیر پیدا کر دیا ہو۔"

(ریاض النضرۃ لمحب الطبری جلد ۲ ص ۸۵ ۔ رحماء بینہم ص ۱۴۱)

اس قسم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے دور میں بھی سیدنا حضرت عمر کے کئے ہوئے فیصلوں کو توثیق و تائید کی اور انہیں اسی مقام پر بحال رکھا جس مقام پر سیدنا عمر نے رکھا تھا اگر بالفرض سیدنا عمر کے سارے کام غلط در غلط تھے تو کیا سیدنا علی المرتضیٰ اپنے دورِ خلافت میں ان کو بحال رکھتے ۔۔؟ سوچیں اور فیصلہ کریں۔

باہمی مشاورت

سیدنا حضرت عمر کے پورے دورِ خلافت میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے ان سے برابر تعاون کیا۔ آپ کی تائید کی۔ آپ کو مشورے دیتے رہے اور آپ کے مشیر خاص کی حیثیت سے اپنے فرائض میں کبھی کوتاہی نہیں فرمائی اور سیدنا حضرت عمر بھی آپ کے مشوروں کو اکثر و بیشتر ترجیح دیا کرتے تھے۔ مشہور مؤرخ بلاذری (۲۷۰ ھ) لکھتے ہیں کہ:

(۱) "حضرت علی اور آپ کے خاندان کے دیگر اکابر حضرت عمر کے مشیران

خاص تھے۔" (فتوح البلدان صہ)

مشہور شیعی مجتہد طوسی (۴۶۰ ھ) نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔

(امالی شیخ طوسی جلد ۲ صفحہ ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ یہ دونوں اکابر یک جان دو قالب تھے اور ان کے تعلقات نہایت ہی محبانہ تھے اور ہر ہر موڑ پر ایک دوسرے کے رفیق و معاون تھے کعبۃ اللہ کے زیورات کا مسئلہ آیا تو بھی آپ نے مشورہ دیا۔ مشہور شیعہ مجتہد علامہ جزائری " مؤلف " ابوتراب" لکھتے ہیں کہ:

(۲) " حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں کعبہ کے زیورات اور ان کی کثرت کا ذکر آیا۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ان کو اتار کر مجاہدین کے انتظام پر صرف کیا جائے تو ثواب ہوگا بھلا کعبہ کو زیورات کی کیا ضرورت؟ لیکن سیدنا علی نے فرمایا کہ جس وقت قرآن محمد مصطفےٰ پر نازل ہوا تھا تو اس میں اموال کی چار قسمیں تھیں ان میں زیورات کعبہ کا ذکر نہیں۔ یہ اس زمانہ میں بھی تھے اور اللہ نے ان کو وہیں رکھا اللہ کا ان زیورات کو چھوڑ دینا نہ سہو و نسیان کی وجہ سے تھا اور نہ یہ اس وقت اس کی نظر سے پوشیدہ تھے لہٰذا ان کو اسی جگہ پر رہنے دیا جائے جہاں اللہ و رسول نے ان کو رکھا!"

یہ سن کر خلیفہ (یعنی حضرت عمر) نے زیورات کو وہیں رہنے دیا۔"

(ابوتراب صہ)

... لاطت کی سزا میں مشورہ

(۳) شیعہ حضرات کی اہم کتاب "کافی" میں ہے کہ حضرت عمر کے عہد

خلافت میں ایک آدمی پر لواطت کا الزام ثابت ہوگیا۔ سیدنا حضرت عمرؓ نے سیدنا حضرت علی المرتضٰی سے مشورہ کیا کہ:

"ما تقول یا ابا الحسن! اے حسن کے والد! آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اس کے بعد نعش اٹھانے والے تھے کہ حضرت علی نے کہا ٹھہریئے اس کی سزا میں ابھی کچھ باقی ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا وہ کیا ہے؟ حضرت علی نے فرمایا کہ "اس کو جلانے کے لئے" ایندھن منگوائیے۔ چنانچہ لایا گیا تو وہ جلا دیا گیا۔"

(فروع کافی جلد ۳ ص ۱۰۹ کتاب الحدود و الاستبصار للشیخ ابو جعفر طوسی کتاب الحدود جلد ۳ ص ۳۰۶)

شراب نوشی کی سزا میں مشورہ

(۴) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص کو بھیجا تاکہ شراب نوشی کی سزا طے کی جائے کیونکہ سابقہ سزا کو لوگ معمولی سمجھتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق کے پاس حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضٰی تشریف فرما تھے آپ نے ان سے مشورہ کیا۔ حضرت علی المرتضٰی نے فرمایا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ انسان عین وقت شراب پی کر بدمست ہو جاتا ہے تو بکواس بکتا ہے اور اس حالت میں لوگوں پر بہتان تراشی کرتا ہے اور بہتان باندھنے کی سزا اسی درے لگانا ہے لہٰذا شراب نوشی کی سزا بھی اسی درے مقرر کرنی چاہیئے چنانچہ حضرت عمر نے اس کی سزا اسی درے مقرر فرمائی۔

(موطا امام مالک ص ۳۵۴)

سیدنا حضرت عمر کے اس عمل کو بھی سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سنت قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

جلد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین وابوبکر وعمر ثمانین وکل سنۃ (صحیح مسلم جلد ۲ ص۷۲، مسند احمد جلد ۱ ص۸۲ المصنف بعبد الرزاق جلد ۷ ص۳۷۹)

امام حاکم نے سند کے ساتھ سیدنا حضرت عثمان غنی کے بارے میں بھی یہی لکھا ہے:

واتمہا عثمان ثمانین وکل سنۃ۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص۱۸۱)

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں حضرات خلفاء ثلاثہ کے اعمال اس لائق تھے کہ انہیں سنت قرار دیا جائے اور یہ ماخوذ ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے کہ:

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

کہ تم پر میری اور میرے خلفاء کی سنت لازم ہے

سیدنا ملا علی القاری الحنفی (م ۱۰۱۴ھ) اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

فانہم لم یعملوا الا بسنتی فالاضافۃ الیہم اما لعملہم بہا اولاستنباطہم واختیارہم ایاہا (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص۲۴۲)

خلفاء راشدین کی طرف سنت کی نسبت یا تو اس لئے ہوئی کہ انہوں نے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا یا اس لئے کہ انہوں نے خود قیاس و استنباط سے کام لے کر اسکو اختیار کیا۔

حافظ ابن رجب حنبلی (ھ) بھی لکھتے ہیں کہ:

"جس چیز کے بارے میں خلفاء نے حکم دیا اگرچہ وہ حکم قیاس واجتہاد

صادر ہوا ہو (مگر) وہ سنّت کے موافق ہے اور اس پر بدعت، کا اطلاق ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ گمراہ فرد اس کا عقیدہ رکھتا ہے اکہ وہ بدعت تھا" (جامع العلوم والحکم جلد ا صـ۱۹۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) بھی لکھتے ہیں کہ ؛

" خلفاء راشدین کا اجتہاد بھی سنت ہے موافق سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ـــ ان کے افعال پر بدعت کا شبہ کرنا جائز ہی نہیں " (لمعات شرح مشکوٰۃ جلد ا صـ۲۳۰)

سو معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس کا مشورہ دیا وہ سب سنّت تھا اور اس پر عمل ہوا۔ بات یہ عرض کر رہا تھا کہ سیدنا حضرت عمر اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کے درمیان نہایت ہی گہرے اور مخلصانہ تعلقات تھے اور ایک دوسرے کو مشورہ دیا کرتے تھے ۔ لواطت کے مسئلہ پر مشورہ دیا۔ شراب نوشی کے مسئلہ پر مشورہ دیا اور اس پر عمل کیا گیا۔ شیعہ حضرات کے مشہور
لکھتے ہیں :

"(حضرت) عمر نے شراب کی حد کے سلسلہ میں بھی حضرت علی سے مشورہ فرمایا تھا " (من لایحضرہ الفقیہ صـ۲۲۶)

چوری کی سزا میں مشورہ

اسی طرح چوری کی سزا میں بھی سیدنا حضرت عمر نے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سے مشورہ فرمایا اور سیدنا حضرت عمر نے مشورہ کے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی رائے سے اتفاق فرمایا۔

(الجوہر النقی من سنن البیہقی جلد ۸ صـ۲۷۵ از علامہ علاء الدین ابن ترکمانی)

Scanned with CamScanner

جس سے یہ حقیقت واشگاف ہوجاتی ہے کہ ان حضرات کے مابین ہرگز ہرگز ایک دوسرے سے دشمنی ونفرت نہ تھی۔ یہ تو یار لوگوں نے خواہ مخواہ ہی انہیں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اسلامی تاریخ کے سنہ آغاز پر مشورہ

اسی طرح اسلامی تاریخ کے سنہ آغاز پر مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا کہ ولادت باسعادت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی ابتداء کی جائے۔ کسی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے شروع کیا جائے۔ حضرت عمر نے حضرت علی سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہجرتِ نبوی کے روز سے اس کا آغاز کیا جائے اس لئے کہ یہ سفر مولدِ نبوی اور بعثتِ نبوی سے زیادہ مشہور رہے اور ہر ایک شخص کو معلوم ہے۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور اسی سال ہی ابتداء ہجرتِ نبوی سے اسلامی تاریخ کا اجراء فرمایا: (البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص۷۴ مصر و تاریخ الخلفاء للسیوطی ص۸۹)

ایک شیعہ مؤرخ کی شہادت

اسی طرح اور بھی کئی واقعات اس پر شاہد ہیں کہ یہ حضرات ہر کام آپس میں صلاح ومشورہ کے بعد کیا کرتے تھے۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ مبارک میں بھی یہی ہوا کرتا تھا۔ شیعہ مؤرخ سید امیر علی لکھتے ہیں کہ،

"خلیفۂ اوّل ابوبکر کے عہدِ خلافت میں حضرت عمر قاضی القضاۃ اور مہتمم زکوٰۃ تھے جب کہ حضرت علی جو کہ عالم تھے خط وکتابت اور اسیرانِ جنگ پر مامور تھے۔ وہاں کوئی کام بغیر صلاح ومشورہ کے انجام نہ پاتا تھا"

(تاریخِ اسلام ص۵۱)

خلفائے ثلاثہ کے دور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمات

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلفائے ثلاثہ کے دورِ خلافت میں ہمیشہ ان کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے۔ ان کی طرف سے دیئے گئے عہدہ کو قبول فرماتے تھے۔ ان کی تعریف فرماتے تھے اور ان ادوارِ مبارکہ میں ہمیشہ آپ نے اسلام اور اہلِ اسلام کی ہر ممکن خدمت فرمائی۔ خلفائے ثلاثہ بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کریمانہ اور محبانہ سلوک فرماتے تھے۔ حضرت امام باقر (۱۱۴ھ) کی شہادت ملاحظہ فرمائیے۔!

"بے شک ابوبکر، عمر، عثمان نے حدود کے فیصلے حضرت علی کے سپرد کر رکھے تھے"۔ (جعفریات مطبوعہ تہران ص ۱۴۳)

شیعہ حضرات کی کتابوں میں یہ حقیقت بھی موجود ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہ اعلان کر رکھا تھا کہ!۔

"کوئی شخص مسجد میں حضرت علی کی موجودگی میں فتویٰ و فیصلہ نہ دے"۔

(حق الیقین ج ۱ ص ۱۶۴ مصنفہ سید اکبر عبداللہ بحوالہ شانِ فاروقِ اعظم از علامہ تونسوی صاحب)

بتلانا یہ ہے کہ ان حضرات کے درمیان کسی قسم کی کوئی چپقلش نہ تھی، نہ ہی ایک دوسرے کے دشمن تھے، نہ ہی آپس میں نفرت و عداوت، بغض و کینہ موجود تھا بلکہ کتبِ اہلِ سنت ہوں یا کتب شیعاس کے شاہد ہیں کہ ان حضرات کے ادوارِ مبارکہ میں محبت و مودت، اخوت و الفت کے چہار سو پھول ہی پھول کھلے ہوئے تھے اور پوری دنیا ان پھولوں کی خوشبوؤں سے معطر ہو رہی تھی۔!

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شادی اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

غور کیجئے اگر ان حضرات کے درمیان ذرہ بھر نفرت و عداوت ہوتی تو
کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شادی کے لئے جو خاتون عطیہ میں ملی وہ حاصل
کرتے ؟ کیا مالِ غنیمت قبول کرتے ؟ ہرگز نہیں ۔ شیعہ حضرات اس واقعہ کے
راوی ہیں (دروغ برگردن راوی) حاصل یہ کہ !

"امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ یزدجرد بادشاہ کی لڑکی جب عمر بن الخطاب
کی خدمت میں مدینہ پہونچی تو اس کا حسن و جمال دیکھنے کے لئے مدینہ کی
مورتیں مکانوں کے اوپر چڑھ گئیں اور مدینہ کی مسجد اس کی روشنی سے
منور ہو گئی . . . . . علی المرتضیٰ نے عمر بن الخطاب کو مشورہ دیتے ہوئے
کہا کہ آپ اس لڑکی کو مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کو پسند کرنے
کا اختیار دے دیں اس کے بعد اس شخص کے حصہ غنیمت میں اس کو
شمار کریں ۔ عمر بن الخطاب نے اسی طرح کرتے ہوئے لڑکی کو حسب
منشا دپسندیدگی کا اختیار دے دیا ۔ لڑکی نے آکر حسین بن علی کے سر
پر ہاتھ رکھ دیا (چنانچہ حضرت امام حسین کے حصہ میں دے دی گئی)
پھر علی المرتضیٰ نے اس لڑکی کا نام دریافت فرمایا اس نے کہا مجھے شاہ جہاں
کہتے ہیں ۔ حضرت علی نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تیرا نام شہر بانو تجویز ہے۔"
(کتاب الصافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ جزء سوم حصہ دوم صفحہ ۲۰۵
لکھنؤ از ملا خلیل قزوینی شیعی)

شیعی مجتہدین و علماء کی تحقیق کے موافق سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ایک
بیوی اسلامی فتوحات میں سے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عطا فرمائی تھی اور انہوں
نے بخوشی قبول کیا تھا ۔ اس واقعہ کے ذریعہ ثابت ہوا کہ خلافتِ فاروقی برحق تھی
ناصبانہ نہ تھی اور اس کے فوجی تصرفات سب درست تھے اور اس کے غنائم (مالِ

غنیمت) کو اخذ کرنا (لینا) شرعاً صحیح تھا۔ حضرت علی اور ان کے صاحبزادے
فاروقِ اعظم سے اپنے تمام مالی حقوق وصول فرماتے تھے اور ان حضرات کا آپس میں
کوئی سیاسی و دینی اختلاف نہ تھا۔ یہ تاریخی واقعات ان گذارشات پر شاہد
عدل ہیں۔ (رحماء بینہم حصہ دوم ص ۲۷۱)

باب چہارم

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی

باہمی رشتہ داری

سیّدنا حضرت علیؓ سیّدنا حضرت عمرؓ کے خسر تھے

پھر اس حقیقت سے بھی ہر کوئی آگاہ ہے کہ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر تھے اور سیّدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد۔

اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ جب سیّدنا حضرت صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو آپ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح فرما لیا۔ حضرت محمد بن ابی بکر (جو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے) کی کفالت سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں ہی ہوئی۔

نکاحِ ام کلثوم پر اہلسنّت اور کتبِ شیعہ کے دلائل

(۱) اس طرح یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

نے اپنی ایک دختر نیک اختر جو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے تھیں کا نکاح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرمایا تھا۔ کتب اہلسنت سے قطع نظر شیعوں کے مشہور و معروف عالم قاضی نوراللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں۔

نبی دختر بہ عثمان داد   وعلی دختر بہ عمر فرستاد

(مجالس المؤمنین ص۸۵ طبع ایران)

" نبی نے اپنی بیٹی کو عثمان کو دی اور علی نے اپنی بیٹی عمر کو دی "

اس عبارت سے دو حقیقتیں واشگاف ہو جاتی ہیں :

ا : کہ شیعہ حضرات کا جو عقیدہ و نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف اور صرف ایک ہی بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ تھا اس کے علاوہ کوئی بیٹی نہ تھی۔ یہ عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ اس عبارت نے یہ بات کھول کر رکھ دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت فاطمۃ الزہرا کے سوا بھی بیٹیاں تھیں جو عثمان کے نکاح میں بھی آئی تھی۔ آج کل کے شیعی مجتہدوں کا غوغا کرنا اور " قولِ رسول فی اثبات وحدۃ بنت رسول " نامی کتابچہ لکھ کر شائع کرنا نہ صرف حقائق کا منہ چڑانا ہے بلکہ قاضی نوراللہ اور اس جیسے کئی شیعی مجتہدوں پر ایک زناٹے دار طمانچہ بھی رسید کرنا ہے۔ مذہبی خودکشی کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال اور کیا ہو گی؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

ب : دوسری حقیقت یہ واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک دختر نیک اختر حضرت ام کلثوم کا نکاح سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ اگر آپ مسلمان ہی نہ تھے (بقول علامہ خمینی) یا آپ ہامان کی طرح تھے (بقول ملا باقر مجلسی حق الیقین) تو

Scanned with CamScanner

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اپنی لختِ جگر کا ان کے ساتھ نکاح فرماتے ؟
ہائے اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

(۲) شیعہ حضرات کی مشہور معتبر دستند مجموعہ حدیث " فروع کافی " مصنفہ ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ ھ) نے تو اس موضوع پر ایک مستقل باب باندھا ہے عنوان یہ ہے ۔

باب فی تزویج ام کلثوم (یہ باب سیدہ ام کلثوم کے نکاح کے بیان میں ہے)

اس باب کے تحت ملا کلینی نے حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے دو روایتیں نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا نکاح سیدنا حضرت عمر سے ہوا تھا ۔ (دیکھئے فروع کافی جلد ۲ ص۱۴۱ لکھنؤ)

ان دونوں روایتوں کے بارے میں شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ یہ دونوں روایتیں حسن ہیں یعنی ضعیف نہیں (دیکھئے مرأۃ العقول ص۴۴۸)

علاوہ ازیں اِسی فروع کافی میں ص۳۱۱ باب المتوفی عنہا زوجہا کے تحت بھی دو روایتیں درج ہیں جن سے بھی اس امر کا اثبات ہوجاتا ہے ۔

(۳) شیعہ حضرات کی مشہور کتاب " الاستبصار " مصنفہ شیخ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی (۴۶۰ ھ) کے جزء ثالث ص۱۸۵ ، ۱۸۶ " ابواب العدۃ " میں بھی دو روایت سے اِس کا اقرار ہے ۔

(۴) شیعہ حضرات کی مشہور کتاب " تہذیب الاحکام " مصنفہ شیخ طوسی (۴۶۰ھ) طبع ایران کے ص۲۳۸ کتاب الطلاق باب عدۃ النساء اور ص۳۸۰ کتاب المیراث میں بھی اس کا اقرار ہے ۔

(۵) شیعوں کے مشہور مجتہد سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (۴۰۶ ھ) نے بھی کتاب الشافی ص۱۱۶ طبع ایران اور کتاب تنزیہ الانبیاء ص۱۳۸/۱۴۱ طبع ایران میں اس کا

اقرار موجود ہے۔

(۶) شارح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی شیعی (۶۵۶ھ) نے بھی شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ ص۵۷۶ طبع بیروت میں ایک واقعہ کے ذریعہ اس کا اثبات کیا ہے۔

(۷) شیعہ حضرات کے مشہور محقق الحلی (۶۷۶ھ) نے بھی اپنی کتاب "شرائع الاسلام" میں ایک مسئلہ بیان کیا کہ آیا ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اس عبارت میں گو انہوں نے کھل کر بات نہیں کی! لیکن ان کا مافی الضمیر اس مسئلہ سے کھل جاتا ہے۔ بہر حال اس کتاب کی شیعوں کے دوسرے بزرگ زین الدین احمد العاملی المعروف الشہید الثانی (۹۶۴ھ) نے شرح لکھی جس میں اس عبارت کے تحت موصوف نے وہ شرح کی ہے جس سے اصل عبارت کا مقصد متعین ہوجاتا ہے انہوں نے کھل کر اس کا اقرار کیا کہ نکاح ہوا تھا۔ (مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد جلد ا ص طبع ایران)

(۸) قاضی نور اللہ شوستری کا ایک حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے اسی کتاب میں کئی مقامات پر اس کا اقرار کیا ہے۔ دیکھئے ص۷۶ تذکرہ عباس بن عبد المطلب ص۸۵ تذکرہ مقداد بن اسود۔ موصوف کی دوسری کتاب "مصائب النواصب" ہے اس کا ترجمہ فارسی میں ہوا ہے اس کے ص۱۶۵ پر بھی اس کا اقرار موجود ہے!

(۹) تیرہویں صدی کے مشہور شیعہ مورخ مرزا عباس علی قلی خان نے اپنی تصنیف "تاریخ طراز مذہب" میں ایک مستقل باب (حکایت تزویج ام کلثوم با عمر بن الخطاب) تحریر کیا ہے۔ (دیکھئے ص)

(۱۰) چودھویں صدی کے مشہور شیعی مجتہد شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) نے بھی

Scanned with CamScanner

اپنی تصنیف " منتہی الآمال" کی جلد اول فصل ششم صـ۱۸۶ در ذکر اولاد امیر المؤمنین میں اس کا ذکر کیا ہے اور صاف لکھا ہے کہ :

" و اما ام کلثوم حکایت تزویج او با عمر بن الخطاب در کتب مسطور ست"
یعنی حضرت ام کلثوم کا حضرت عمر کے ساتھ شادی ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے "۔

ان روایات کی روشنی میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دختر نیک اختر کا نکاح سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اور آپ کی اولاد بھی ہوئی تھی ۔۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمر کو اعلیٰ درجہ کا مسلمان، نیک، متقی اور بہتر سمجھتے ہوں کیا شیرِ خدا اسد اللہ الجبار کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ معاذ اللہ ان کی اخلاقی حالت اس قدر گر چکی تھی یا وہ اس قدر بزدل بن گئے تھے کہ اپنی بیٹی کو ایک کافر و ظالم (معاذ اللہ) کو دے دی اور ان کی آنکھوں میں غیرت کی جھلک کوئی دکھائی نہ دی ! انا للہ و انا الیہ راجعون ط

بعض شیعوں کی مضحکہ خیز افسوس ناک تاویلات

مندرجہ بالا روایات کتبِ اہلِ سنت سے نہیں بلکہ شیعوں کی مشہور و معروف کتابوں میں موجود ہیں جن میں نکاح ہونا کہا گیا۔ مگر افسوس ان چند شیعی مجتہدوں پر جنہوں نے روایات کی موجودگی کے باوجود ! نکاح، شادی اور اولاد کے اعتراف کے باوجود ! اس نکاح کے بارے میں من گھڑت تاویلات کیں ۔ اس کی وجہ کیوں پیش آئی ؟

جواب ظاہر ہے کہ اگر یہ نکاح تسلیم کر لیا جائے تو سیدنا حضرت عمر کے

مرتبہ وعظمت کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے انہوں نے گرگٹ کی طرح ہزاروں رنگ بدلے اور ہر مرتبہ نکاح کو ماننے کے باوجود اپنے سابق مجتہدوں کی مختلف تاویلات سے غیر مطمئن ہو کر نئی نئی تاویلات کا سہارا لیا۔ مگر افسوس کہ بات جہاں تھی وہیں رہی۔ تفصیل میں جائے بغیر ان کی مضحکہ خیز افسوسناک تاویلات نمبر وار ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) ایسا واقعہ کبھی رونما ہوا ہی نہ تھا نہ ہی کبھی اس قسم کی باتیں ہوئیں۔

(۲) نکاح تو ہوا تھا مگر ام کلثوم بنت علی کے ساتھ نہیں بلکہ بنتِ ابی بکر کے ساتھ۔

(۳) نکاح تو ام کلثوم بنتِ علی کے ساتھ ہی ہوا مگر ان سے متمتع نہ ہو سکا۔

(۴) نکاح ضرور ہوا مگر حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے زورِ کرامت سے ام کلثوم کے بجائے ایک جنیہ کو بھیج دیا۔

(۵) حضرت علی المرتضیٰ اس نکاح پر ہرگز ہرگز راضی نہ تھے مگر حضرت عمر نے ڈرا دھمکا کر یہ نکاح کر لیا۔

(۶) اس نکاح پر بہت جھگڑا ہوا تھا آخر کش مجبور ہو کر حضرت علی المرتضیٰ کو دبنا پڑا۔

(۷) چونکہ حضرت عمر اوپری طور پر کلمہ پڑھتے تھے اس لئے حضرت علی المرتضیٰ نے نکاح کر دیا۔

(۸) حضرت علی المرتضیٰ نے نکاح کر دیا اس میں ان کی پالیسی یہ تھی کہ حضرت عمر کی اصلاح کی جائے۔

(۹) اس نکاح کا انکار نہیں مگر اصل جواب یہ ہے کہ بطور تقیہ اور لاچاری کے کیا گیا تھا۔

Scanned with CamScanner

(۱۰) اہلِ بیت کی یہ پہلی شرمگاہ تھی جو ہم سے حضرت عمر نے چھینی ہے۔
(استغفر اللہ، معاذ اللہ)

مندرجہ بالا دس تاویلات آپ کے سامنے ہیں۔ اگر ان تاویلات کو تھوڑی دیر کے لئے بھی تسلیم کرلیا جائے تو بتلائیے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ذات صفت مآب پر کتنا بڑا حملہ ہوگا؟ پھر شیعوں کی ساری مجموعہ احادیث بالکل جھوٹ کا پلندہ بن جائیں گی۔ (اور ہے تو یہ ہی صحیح کہ ساری کی ساری نری جھوٹ اور دروغ گوئی پر مبنی ہیں)

سو شیعہ مجتہدوں کو لازم ہے کہ خواہ مخواہ تاویلات کا سہارا لینے کے بجائے اس نکاح کا اعتراف کرلیں اور سیدنا حضرت عمر کی عزت و عظمت کا اعتراف کریں اس لئے کہ وہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ کسی نے بہت خوب کہا ہے:

؎ اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں

"مصنف طراز مذہب مظفری" نے بھی یہی بات کہی ہے:

"شیعوں کو اس قدر تاویلات گھڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ ارے جب ان کے نزدیک ام کلثوم کی خواستگاری غصب خلافت سے بڑھ کر ہے جس کا فتنہ قیامت تک باقی ہے۔ شریعت کے برخلاف نہیں۔ امام صادق کی حدیث بھی ہے کہ یہ پہلی فرج (شرم گاہ) ہے جو ہم سے چھینی گئی۔ اس حدیث کے بعد اب کسی شیعہ کو جائز نہیں کہ ام کلثوم (کے نکاح) کے متعلق کوئی تاویل کرے" (طراز مذہب مظفری ص ۳۶۳، بحوالہ عقد ام کلثوم ص ۵۴)

موصوف نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:-

Scanned with CamScanner

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی تزویج ام کلثوم

فقال ان ذالک فرج غصبنا ہ (فروع کافی ۲ ص ۱۴۱)

" حضرت جعفر صادق سے ام کلثوم کے نکاح کے بارے میں پوچھا گیا

تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک شرم گاہ تھی جو ہم سے چھینی گئی "

مسلمان ان حیا، سوز الفاظ پر غور کریں اور شیعہ مجتہدوں کی ذہنیت کا اندازہ لگائیں۔

الغرض شیعہ کتب کی روشنی میں یہ بات محقق ہو گئی کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ

رضی اللہ عنہ نے اپنی لختِ جگر حضرت سیدہ ام کلثوم بنت فاطمۃ الزہراء کا نکاح

سیدنا حضرت عمر فاروق سے فرمایا تھا ۔ پھر سے سنیئے :!

اپنے سے بہتر دیکھ کر داماد کرتے ہیں

فاروقی رشتے

اس نکاح سے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا رشتہ

اور تعلق کن کن کے ساتھ کس کس طرح ہو جاتا ہے اُسے ملاحظہ فرمائیے ۔

(۱) حضرت فاروق اعظم سیدنا حضرت علی کے داماد ہیں۔

(۲) حضرت علی المرتضیٰ سیدنا حضرت عمر فاروق کے خسر ہیں ۔

(۳) حضرت فاطمہ الزہرا حضرت عمر کی خوشدامن (ساس) ہیں ۔

(۴) سیدنا حسن اور سیدنا حسین حضرت عمر فاروق کے سالے ہیں ۔

(۵) حضرت عمر حسنین شریفین کے بہنوئی ہیں ۔

(۶) اور حضرت زینب بنتِ علی حضرت عمر کی سالی ہیں ۔

(۷) زید پسرِ عمر فاروق اور رقیہ دخترِ عمر فاروق (جو سیدہ ام کلثوم کے بطنِ مبارک سے ہیں) حضرت علی کے نواسے ہیں ۔

(۸) امام حسن و امام حسین و امام محمد بن حنفیہ کے لئے زید و رقیہ بھانجے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۹) حضرات حسنین شریفین زید بن عمر اور رقیہ بنت عمر کے ماموں ہیں۔

(۱۰) سردارِ دو عالم آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنت البنت (نواسی) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں ہے۔

تلکُ عشرۃ کاملہ

(رحماء بینھم حصہ دوم ص۲۵۴)

Scanned with CamScanner

باب پنجم

شیعہ کتب میں حضرت فاروقِ اعظم کے حیرت انگیز کارنامے

اسلام اور فتحِ ایران

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح الفاظ میں اسلام کے قیصر و کسریٰ پر غالب آنے کی پیش گوئی فرما دی تھی۔ شیعہ حضرات کے مشہور محدث، ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۸ ھ) امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ :۔

" جنگِ خندق کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کدال کی اس ضرب میں کسریٰ و قیصر کے خزانے مجھ کو دکھائے گئے " (کافی)

شیعوں کا دوسرا متعصب مجتہد ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ ھ) کہتا ہے کہ :۔

" ابنِ بابویہ نے روایت کی ہے کہ جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پہلا کلنگ (کدال) پتھر پر مارا تو پتھر ٹوٹا اور آپ نے اللہ اکبر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شام کی کنجیاں مجھے دے دیں پھر دوسرا کلنگ مارا اور اللہ اکبر کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے فارس کی کنجیاں مجھے دے دیں

خدا کی قسم میں اس وقت فارس کے دار الخلافہ مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ جب تیسرا کلنگ مارا تو باقی ماندہ تہائی پتھر اپنی جگہ سے جدا ہوگیا۔ آپ نے اللہ اکبر کے بعد فرمایا یمن کی کنجیاں مجھے دے دی گئیں"۔ (حیات القلوب فارسی جلد ۲ صفحہ ۳۷۶ بحوالہ شان فاروق اعظم از علامہ تونسوی صاحب)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیش گوئی ایک شانِ اعجاز کے ساتھ سیدنا حضرت فاروقِ اعظم کے دورِ خلافت میں پوری ہوئی۔ اسلام اپنی پوری شان کے ساتھ دورِ فاروقی میں غالب آیا۔ شیعہ حضرات کے مشہور مفسر علی بن ابراہیم علقمی (۳۰۷ ھ) لکھتے ہیں:

انما اغلب المؤمنون فارس فی امارۃ عمر (تفسیر قمی صفحہ ۴۹۶)

حضرت امام باقر بھی الٓمٓ غلبت الروم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ نے جس غلبہ کا ذکر کیا ہے وہ حضرت عمر کی امارت میں ہوا۔ شیعہ حضرات کی مشہور تفسیر صافی میں ہے:

"پس جب مسلمانوں نے فارس سے لڑائی کی اور اس کو فتح کیا تو مسلمان اللہ تعالیٰ کی امداد اور نصرت سے بہت خوش ہوئے ۔۔۔۔۔۔

وانما غلبت المؤمنون فارس فی امارۃ عمر"۔

(تفسیر صافی صفحہ ۴۰۶)

غور فرمائیے سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان کس قدر عظیم ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر کے ہاتھ پر فارس کی فتح کو اپنے ہاتھ میں انکی کنجیاں دینے کا ذکر کرتے ہیں اور امام باقر بھی اس واقعہ کو سیدنا حضرت عمر ہی کی طرف منسوب کر کے اس کی تائید کر دیتے ہیں۔ (سبحان اللہ)

Scanned with CamScanner

سیدنا علی المرتضیٰ کی تائید مزید:

سیدنا حضرت عمر فاروق کے دورِ خلافت کی ان فتوحات میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ بھی پوری پوری طرح مؤید اور موافق تھے اور آپ بھی سیدنا حضرت عمرؓ کو اپنے مفید مشورے اور تجاویز دیتے رہتے تھے (جیسا کہ گزرا) نہج البلاغۃ میں سیدنا حضرت علی کے وہ مفید مشورے ملتے ہیں جو آپ نے ان فتوحات کے تدبیری مراحل میں سیدنا حضرت عمر فاروق کے حضور پیش کیے تھے اور انجام تک کی موافقت کا آئینہ دار امر یہ ہے کہ اس جنگ کے بعد جب مالِ غنیمت تقسیم کیا جا رہا تھا تو سیدنا حضرت علی بھی اس میں برابر کے شریک تھے۔ پھر آپ نے اپنے حصہ میں آنے والے ان غلاموں اور باندیوں کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔ آپ نے اس کا ان الفاظ میں اعلان فرمایا۔

"میں اللہ تعالیٰ کو اور تم سب کو اس پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان میں سے اپنے حصے کے افراد اللہ کی راہ میں آزاد کر دیئے"۔

(بحار الانوار جلد ۱۱ صفحہ طبع ایران از مجلسی)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے اپنے اعتاق (آزاد کرنے کے عملِ خیر) پر خدا تعالیٰ کو گواہ بنا کر اس امر پر متنبہ کر دیا کہ آپ صمیمِ قلب اور دل کی گہرائیوں سے ان فتوحاتِ فارس میں سیدنا حضرت عمر کے شریکِ کار تھے۔

(ماہنامہ الرشید ساہیوال از افادات ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب)

سیدنا عمر مسلمانوں کی پناہ گاہ

جب مسلمانوں اور رومیوں کی جنگ ایک نازک مرحلے پر پہنچ گئی تو اس وقت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنفسِ نفیس اس غزوہ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سے مشورہ فرمایا۔ تو آپ نے جو مشورہ دیا پڑھیے

("اے عمر) اگر آپ خود دشمن کی طرف جائیں اور خدانخواستہ کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آگیا تو پھر مسلمانوں کو ان کی آخری سرحد تک کہیں پناہ نہ ملے گی اور کوئی مرجع نہیں ہوگا کہ جس کے دامن میں وہ سر چھپا سکیں (اس لئے مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ خود نہ جائیں) کسی تجربہ کار کو اس مہم پر روانہ فرمایئے اور ان کے ہمراہ ایسے لوگوں کو روانہ کیجیئے جو جنگ کے شدائد اور سختیوں کو جھیل سکیں۔ اور اپنے (امیر کی) نصیحتوں اور ہدایات کو قبول کر سکیں۔ اگر خدا نے فتح عطا کر دی تو مراد حاصل اور اگر شکست ہوگئی تو آپ کی ذات مسلمانوں کے لئے پناہ گاہ اور مددگار رہے گی"

(نہج البلاغۃ اردو ترجمہ ص۴۵۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمر فاروق کی ذات کریمہ کی بقاء کے خواہاں تھے اور آپ کی ذات کریمہ کو مسلمانوں کی پناہ گاہ قرار دیتے تھے اور آپ کو مسلمانوں کا مرجع قرار دیتے تھے۔ کیا کبھی کسی نے اپنے دشمن کی بقا چاہی ہے؟ کیا کسی نے خدا کے دشمنوں کی اس طرح اعانت کی ہے؟

۳۶ فاعتبروا یا اولی الابصار

اسی طرح جب سیدنا حضرت عمر نے جنگ ایران میں بذاتِ خود جانے کا ارادہ کیا اور حضرت علی سے مشورہ فرمایا: تو آپ نے فرمایا:

" اسلام کی فتح و شکست کا تعلق لشکر کی قلت و کثرت سے نہیں بلکہ یہ اللہ کا وہ دین ہے جسے اللہ نے غالب کیا ہے۔ یہ فوج اس کی اپنی ہے جس کو اسی نے تیار کیا ہے اور اس کی اعانت کی ہے یہاں تک کہ پہنچا جہاں تک کہ پہنچا (یعنی بہت پھیلا) اور ظاہر ہوا جہاں پہ ظاہر

ہوا۔ ہم سے خدا کا وعدہ ہے اور خدا وعدہ شکن نہیں۔ وہ یقیناً اپنی فوج کا مددگار و ناصر ہے۔

قیم بالامر کی (خلیفہ کی) حیثیت ہار کے دھاگوں کی مانند ہوتی ہے (جو موتیوں یا جواہرات کو) مجتمع رکھتا ہے۔ پس اگر دھاگہ ٹوٹ گیا مہرہ بھی جدا ہو جائے گا اور ہار کے دانے منتشر ہو جائیں گے اور وہ پھر کسی طرح اکٹھا نہیں ہو سکیں گے اور اہلِ عرب اگرچہ آج کم ہیں مگر دینِ اسلام کے سبب وہ سب پر بھاری ہیں اور اپنے اتحاد کے سبب سب پر غلبہ رکھتے ہیں۔ آپ وہ میخ بن جائیے اور عرب کی چکی کو اپنے گرد گھمائیے۔ جنگ میں آپ خود نہ جائیں (بلکہ) دوسروں کو روانہ فرمائیں۔ اور اگر آپ نے اس سرزمین (یعنی مدینہ منورہ) سے قدم باہر نکالا تو عرب اطراف و جوانب سے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ مدینہ خالی ہو جائے گا اور اپنے پیچھے کے جن مقامات کو آپ بے حفاظت چھوڑ دیں گے وہ سامنے کی لڑائی سے زیادہ اہم ہو جائیں گے۔"

(نہج البلاغہ ص ۴۷۸)

سیدنا حضرتِ علی المرتضیٰ کے اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک یہ دین اللہ کا دین تھا۔ اور حضرت عمر کا لشکر خدا ہی کا لشکر تھا۔ سیدنا حضرت علی اپنے آپ کو اس لشکر کا ایک فرد تصور کرتے تھے اور آپ حضرت عمر کو مسلمانوں کے لئے ایک پناہ گاہ اور مضبوط دھاگہ کی طرح سمجھتے تھے کہ خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو یہ موتی بکھر جائیں گے۔ نیز آپ نے اس خطبہ میں سیدنا حضرت عمر کے دور کے اہلِ عرب کو باوجود قلت کے بوجہ اسلام اور بوجہ اتحاد و اتفاق کے کثیر اور باعزت قرار دیا اور آپ کو مدینہ منورہ سے قدم باہر نکالنے کے ارادہ کو ترک کرنے کا مشورہ

Scanned with CamScanner

دیاکہ آپ کا یہاں رہنا ہی ہم سب کے لئے بہتر ہے۔

اس سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس دور میں ان حضرات کے مابین کسی قسم کی عداوت اور رنجش ہرگز نہ تھی بلکہ آپس میں محبت واخلاص، مودت والفت، اخوت و بھائی چارگی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مگر افسوس کہ یار لوگوں نے کیا کا کیا بنا دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سیدنا حضرت عمر اور ایرانی

سیدنا حضرت عمر کی ذاتِ گرامی ہمیشہ سے ایرانی لوگوں کے لئے دردِ سر بنی ہوئی تھی اور ان کے دلوں میں عصبیت کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ اس بات پر نالاں تھے کہ عربوں کو ایران وعجم پر کیوں تفوق مل رہا ہے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ بھی ایرانیوں کی اس گندی ذہنیت اور نارِ عصبیت کو بھانپ چکے تھے چنانچہ اسی جنگِ ایران کے موقع پر مذکورہ بالا مشورہ کے بعد فرمایا:

"بے شک یہ ایرانی جب آپ کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہی عربوں کی جڑ ہے۔ پس اس کو ہلاک کر ڈالو تو ہمیشہ کا آرام پاؤ پھر یہ (عصبیت کی آگ) انھیں جنگ پر اور زیادہ حریص کر دے گی اور وہ آپ کی (ہلاکت کے) لالچ میں زور لگائیں گے اور آپ نے یہ جو فرمایا کہ ایرانی مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں تو خدائے کارساز ان کے اس فعل کو آپ سے زیادہ ناگوار اور ناپسند کرتا ہے اور وہ اپنے ناپسند امر کے تغیر پر آپ سے زیادہ قادر ہے اور یہ جو آپ نے ایرانیوں کی تعداد کا ذکر کیا ہے تو یاد رکھیے ہم لوگ پہلے بھی تو کثرتِ تعداد کے بل بوتے پر نہیں لڑے تھے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ

کی نصرت کے سہارے ہی ہم میدانِ جنگ میں اترتے رہے ہیں"۔

(نہج البلاغۃ صفحہ ۲۷۹)

ذرا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی کو پھر سے پڑھ لیجیے اور کل اور آج کے ایرانیوں کے خیالات کا موازنہ فرمایئے۔ یقیناً یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ لوگ اہلِ اسلام کی مرکزی شان و شوکت کو ختم کرنے کے اس وقت بھی درپئے رہے تھے اور آج بھی ہیں۔ ان کی پوری کوشش رہتی ہے کہ اسلام کی مرکزیت کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایرانیوں کا یہ انداز بھانپ لیا تھا اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو صاف فرما دیا کہ آپ نہ جائیے، یہ ایرانی آپ کو ایک آنکھ نہیں دیکھنا چاہتے۔ یہ عصبیت کی آگ میں جل رہے ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کے قلب میں سیدنا حضرت عمر فاروق کی بہت ہی عزت تھی اور آپ کی حفاظت کا ہر طرح خیال تھا نیز سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے سیدنا حضرت عمر فاروق کے لشکر کو اللہ کا لشکر قرار دے کر اس کے مقابلہ میں آنے والی ایرانی فوج کو خدا کی نظر میں ناپسند اور ناگوار قرار دیا۔ سو جو لوگ سیدنا حضرت فاروق کے بارے میں لب کشائی کرتے ہیں وہ سیدنا حضرت علی کے فتویٰ کی روشنی میں خدا کی نظر میں مجرم اور بُرے لوگ ہیں۔ (اللہم احفظنا)

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے:

یہاں اگر آپ بُرا نہ مانیں تو ایک بات عرض کر دوں کہ جس طرح اُس دَور کے ایرانیوں نے اسلام کی شانِ مرکزیت کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا آج بعینہٖ وہی منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

ہم اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہم سب مسلمانوں کا مرکزی مقام مکہ، مدینہ زادھما اللہ شرفاً وکرامۃً ہے لیکن ایران کے علامہ روح اللہ خمینی صاحب

کا ان دونوں مرکزی مقامات کے بارے میں کیا نظریہ ہے وہ محتاج بیان اور کسی سے مخفی بھی نہیں۔ ان کا یہ نظریہ انقلاب کے بعد کی پیداوار نہیں بلکہ پہلے ہی سے ان کے ذہن پارسا میں عصبیت کا یہ بھوت سوار ہے چنانچہ انہوں نے فرانس میں خود ساختہ جلاوطنی کے دوران ایک بیان دیا جو فرانس ہی سے شائع ہوا تھا۔ اس میں موصوف کہتے ہیں کہ:

" دنیا کی اسلامی و غیر اسلامی طاقتوں میں ہماری قوت اس وقت تک تسلیم نہیں ہو سکتی جب تک مکہ اور مدینہ پر ہمارا قبضہ نہیں ہو جاتا۔ چونکہ یہ علاقہ ہبط الوحی اور مرکز اسلام ہے اس لئے اس پر ہمارا غلبہ اور تسلط ضروری ہے۔"

دیکھا آپ نے؟ وہی راگ الاپا جا رہا ہے جس کی نشان دہی سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس دور کے ایرانیوں کے بارے میں کی تھی۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے اور ایرانیوں کے عقیدہ کی نقاب کشائی کرتی ہے! اور یہ حقیقت مزید مستحکم ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اسلام اور حب اہل بیت کے کھوکھلے نعرے کی آڑ میں اسلام کی مرکزیت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ علامہ روح اللہ خمینی صاحب نے اپنے نظریے کی جس انداز میں وضاحت کی ہے وہ پڑھیے اس سے زیادہ ہمیں کسی کی شہادت مطلوب ہی نہیں ـــــ !

" میں جب فاتح بن کر مکہ اور مدینہ میں داخل ہوں گا تو سب سے پہلے میرا یہ کام ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں پڑے ہوئے دو بتوں (یعنی سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر) کو نکال باہر کروں گا"

(العیاذ باللہ "خطاب بہ نوجوانان" بحوالہ خمینی ازم اور اسلام ص۵۰)

کچھ حوالے پہلے مقدمہ میں درج کئے جا چکے ہیں۔ درمیان میں بات آ ہی گئی اس لئے

اس کو چھپانا بھی جرم سمجھا۔ الغرض آپ اس سے اس دور کے حالات پر نظر ڈالیے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے اخلاص پر غور فرمائیے کہ انہیں سیدنا فاروق اعظم سے کس درجہ محبت اور عقیدت تھی!

سیدنا عمر کے لئے دعائے مرتضوی:

نہج البلاغۃ میں سیدنا حضرت علی کا ایک خطبہ موجود ہے جس میں آپ نے سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات اور آپ کی شان بیان فرمائی ہے۔ غور سے پڑھئے اور سوچئے کہ دورِ حاضر کے مدعی اہلِ بیت مسلکِ مرتضوی سے کتنے دور جا چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"اللہ فلاں (یعنی حضرت عمر) کے شہروں کو برکت دے اور ان کی محافظت فرمائے۔ بے شک انہوں نے کجی کو سیدھا کیا۔ بیماری کا علاج کیا اور سنّت کو قائم کیا فتنہ کو ختم کر دیا۔ پاک صاف اور بے عیب اس دنیا سے رخصت ہوا۔ خلافت کی خوبیاں حاصل کر گیا اور اس کے شر سے گزر گیا اور خدا کی اطاعت کا حق ادا کر گیا" الخ (نہج البلاغۃ ص۶۴۸)

(۱) اس خطبۂ مرتضوی میں فلاں سے مراد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ شارح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید معتزلی شیعی کا بیان ہے کہ سید رضی کے نسخہ میں فلاں کی شرح حضرت عمر سے کی گئی ہے۔ (حاشیہ ص۶۴۸)

(۲) اسی طرح صاحب فیض الاسلام علامہ سید علی نقی نے شرح نہج البلاغۃ میں بین القوسین حضرت عمر کا ہی نام لیا ہے۔ (فیض الاسلام ص۷۱۲۔ طبع ایران)

(۳) شیخ ابراہیم شیعی نے بھی الدرۃ النجفیہ ص۲۵۷ طبع ایران میں فلاں سے مراد حضرت عمر لکھا ہے۔

(۴) ابن میثم بحرانی شیعی (۶۷۹ھ) نے بھی شرح نہج البلاغۃ جلد ۲ ص۲۱۳

طبع ایران میں حضرت عمر کی ہی ذاتِ گرامی قدر مراد لی ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمانِ مبارک جو نہج البلاغۃ میں ہے کا ایک ایک لفظ کتنی وضاحت سے شانِ فاروق پر دلالت کر رہا ہے اس کے باوجود اگر کوئی شخص حضرت عمر کی ذات عالی صفات سے کنارہ کشی اختیار کرے یا ان کی شان میں بکواس کرے تو اس کی بدبختی میں کیسے شک ہو سکتا ہے۔

تنویرِ مساجد پر دعاء مرتضوی :

علماء کرام نے لکھا ہے کہ ۱۴ھ میں سیدنا حضرت عمر نے رمضان شریف میں تراویح کو ایک جماعت کے ساتھ پڑھنا تجویز کیا تھا جیسا کہ تاریخ خلیفہ ابن خیاط نے ۱۴ھ کے تحت درج کیا ہے۔

وفیہا (۱۴ھ) امر عمر بن الخطاب باجتماع الناس فی القیام فی شھر رمضان

(تاریخ خلیفہ جلد ۱ ص۱۱۸ تتمہ المنتہیٰ ص۵ شیخ عباس قمی)

حضرت عمر فاروق کے انتقال کے بعد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ حضرت علی المرتضیٰ عشاء کے وقت مسجد پہونچے کہ روشنی کا انتظام ہے (لوگ مجتمع ہو کر تراویح میں مشغول ہیں) قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہے اس عجیب منظر کو دیکھ کر حضرت علی نے حضرت عمر کے حق میں فرمایا :

نور اللہ علی عمر قبرہ کما نور علینا مساجدنا

"یعنی اللہ تعالیٰ عمر کی قبر کو روشن کرے جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو (قرآن کی رونق سے) روشن فرما دیا۔" (رحماء بینہم حصہ دوم ص۱۶۶)

(بحوالہ کنز العمال ۔ تاریخ الخلفاء ۔ ریاض النضرۃ ۔ شرح نہج البلاغۃ لابن الحدید شیعی جلد ۱۲ ص۹۱ طبع ایران)

سیدنا عمر پر قاتلانہ حملہ اور تشویش مرتضوی :

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جب ایک پارسی غلام ابولؤلؤ نے قاتلانہ حملہ کیا تو آپ اس وقت صبح کی نماز میں تھے۔ چنانچہ جب گھر تشریف لائے تو مختلف اوقات میں صحابہ کرام خیر خیریت دریافت کرنے کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ایک مرتبہ سیدنا حضرت عمر کے پاس سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس بھی تشریف فرما تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا :

"آپ کو خوش خبری ہو اللہ کی قسم آپ کا اسلام لانا باعثِ عزت ہوا۔ آپ کا ہجرت کرنا کشادگی کا باعث بنا۔ آپ کی خلافت عدل ہی عدل تھی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے رضا مندی کی حالت میں انتقال فرمایا۔ پھر آپ سیدنا صدیق اکبر کے جانشین ہوئے وہ بھی آپ سے راضی ہونے کی حالت میں انتقال فرمایا۔ آپ کی خلافت پر دو شخصوں نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس کی یہ باتیں سن کر سیدنا حضرت عمر نے فرمایا کہ اے ابن عباس کیا آپ اس چیز کی گواہی دیتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کہنے ہی والے تھے کہ اتنے میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ ہاں ہم اس حقیقت کے گواہ ہیں۔"

(کتاب الآثار ص۲۰۱ شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید شیعی معتزلی ص۲۱۶)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ اور سیدنا حضرت عمر فاروق کے مابین کسی قسم کی کوئی رنجش نہ تھی بلکہ آپ کی نظر میں حضرت عمر فاروق کا بڑا اونچا مقام تھا۔ آپ نے واضح طور پر اس کی گواہی دی۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس کی موجودگی میں

اس کی تصدیق فرمائی۔ اگر ذرہ بھر بھی نفرت وعداوت ہوتی تو آپ کے لئے اس سے بہتر اور کون سا موقع تھا جی بھر کر کہہ سکتے تھے مگر واقعات اس کی ہر بار تردید کرتے رہے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والدِ محترم حضرت امام باقرؒ سے نقل کرتے ہیں :

"منبر شریف اور قبر شریف کے درمیان بدری صحابہ کرام تشریف رکھا کرتے تھے۔ عمر بن الخطاب پر جب قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے ان حضرات کی طرف آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتلاؤ تم اس واقعہ پر رضا مند ہو یا یہ تمہاری رضا مندی سے ہوا ہے۔ وہاں پر موجود تمام صحابہ کرام پر گریہ طاری ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ہرگز نہیں۔ ہم تو ان (یعنی سیدنا حضرت عمر) کو دوست رکھتے ہیں۔ (اور ہم چاہتے ہیں کہ) ہماری زندگی میں سے عمر بن الخطاب کو زندگی دے دی جائے اور ان کی عمر دراز کر دی جائے۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صـ ۱۹۶ تذکرہ امام جعفر صادق)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس حملے کا سخت افسوس تھا اور آپ کے نزدیک قاتل بدترین شخص تھا۔ آپ کے فرمان سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سیدنا حضرت عمر آپ کے رفیق تھے اور آپ کی زندگی کے بقاء کے خواہاں تھے۔ آپ کے نزدیک حضرت عمر کی زندگی بہت اہم تھی حتیٰ کہ آپ اپنی زندگی پر ان کی زندگی کو ترجیح دیتے تھے۔ سعادت مند ہے وہ شخص جو ان دونوں حضرات سے محبت رکھے اور ان کو ایک دوسرے کا محب سمجھے اور بدبخت ہے وہ شخص جو ان دونوں کے درمیان تفریق کی افواہیں اڑائے۔ (العیاذ باللہ)

شہادتِ عمر اور تاثراتِ مرتضوی :

سیدنا حضرت عمر قاتلانہ حملے کے تین دن بعد اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف رحلت فرما گئے اور اپنے دو محبوبوں کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جس وقت سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے رحلت کی خبر سنی تو بے تابانہ تشریف لائے۔ سیدنا حضرت عمر آخرت کے دولہا بنے آرام فرما تھے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے آپ کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی اور فاروقِ اعظم کے چہرہ کو دیکھ کر بے ساختہ فرمایا:

یرحمك الله فوالله ما کان فی الارض رجلا احب الی ان القی الله بصحیفة من صحیفتك۔ (تاریخ الخلفاء ص ۸۲)

اے عمر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم اللہ کی زمین پر اس وقت کوئی شخص آپ سے زیادہ مجھے محبوب نظر نہیں آتا جس کے نامۂ اعمال کی مثال بنا کر اللہ کے ہاں حاضری دوں۔

"ریاض النضرۃ" میں ہے کہ:

"سیدنا حضرت علی المرتضیٰ (یہ کہہ کر) اتنے روئے کہ آپ کی ریشِ مبارک تر بتر ہو گئی۔" (جلد ۲ ص ۷۷)

شیعہ حضرات کے مشہور مجتہد شیخ صدوق ابن بابویہ القمی نے بھی سیدنا حضرت علی کے اس ارشاد کی توثیق کی ہے کہ جس وقت سیدنا عمر کفن پہنے لیٹے تھے تو اس وقت حضرت علی نے فرمایا:

ما احد احب الی ان القی الله بصحیفة من هذا المسجی

(معانی الاخبار ص ۱۱۷ طبع ایران)

حضرت امام جعفر صادق امام باقر اور حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت سیدنا حضرت عمر کی کفن پوشی کی گئی تو اس وقت سیدنا حضرت علی المرتضیٰ

تشریف لائے اور فرمایا:

ما علی الارض احد احب الی ان القی اللہ بصحیفتہ من هذا المسجّی بین اظهرکم۔

(کتاب الشافی ص۱۷۱ طبع ایران بحوالہ رحماء بینہم حصہ دوم ص۲۹)

حضرت امام باقر سے بھی پوچھا گیا تو آپ نے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ سیدنا حضرت علی نے اس وقت کہا تھا کہ:

" لوگوں میں سے کوئی شخص میرے نزدیک اس کفن پوش سے زیادہ محبوب نہیں کہ اس جیسے اعمال نامہ کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔

پھر امام باقر نے مزید فرمایا کہ:

" علی المرتضیٰ نے اپنی دختر کا حضرت عمر سے نکاح کر دیا۔ اگر ان کو اس چیز کا اہل نہ سمجھتے تو یہ نکاح ہرگز نہ کرتے! اور یہ صاحب زادی اپنے دور کی تمام عورتوں سے اشرف و برتر تھی اس کے نانا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اس کے باپ صاحب مناقب و فضائل حضرت علی المرتضیٰ تھے اس کی ماں سیدہ فاطمۃ الزہرا تھی اور اس کے بھائی حسنین تھے جو جوان جنتیوں کے سردار ہوں گے اور اس کی نانی سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں۔

(رحماء بینہم حصہ دوم ص۲۸۶ جامع المسانید الامام الاعظم للقاضی الخوارزمی (م ۶۶۵ھ) ص۲۱۰)

حضرت امام باقر کی شہادت اور دیگر شہادات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہو گئی کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سیدنا حضرت عمر فاروق سے حد درجہ متاثر تھے اور آپ کے حسنِ اعمال اور پاکیزہ صفت کی شہادت دے کر ان کے نامۂ اعمال پر فخر کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

جو سیدنا حضرت عمر کے بہترین کردار کی ایک کھلی شہادت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عمر فاروق کے جنازہ کے قریب کھڑے ہو کر فرمایا:

"میرا گمان یہی تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے دونوں دوستوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر) کا ہم نشین و ساتھی بنائے گا اس لئے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سنتا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں، ابوبکر اور عمر نے اس طرح کام کیا ہیں، ابوبکر اور عمر فلاں جگہ داخل ہوئے۔ میں، ابوبکر اور عمر فلاں جگہ نکلے۔ اس چیز سے میں یہی خیال کرتا تھا کہ ان دونوں حضرات کے ساتھ آپ کو معیت و صحبت ہمیشہ نصیب رہے گی۔"

(مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۵۶، بخاری شریف جلد ا ص ۵۱۹، مسلم جلد ۲ ص ۲۷۴، تفسیر مواہب الرحمٰن جلد ۱۵ ص ۳۵۶)

صاحب تفسیر کشاف علامہ جار اللہ زمخشری (۵۳۸ھ) بھی کہتے ہیں کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر پر سہارا لگا رکھا تھا اور فرما رہے تھے کہ ہم اسی طرح زندہ رہیں گے اسی طرح مرنے کے بعد ساتھ رہیں گے اور اسی طرح قبروں سے اٹھیں گے اور اسی طرح جنت میں جائیں گے۔"

(الموافقۃ بین اہل البیت والصحابۃ ص ۱۷۔ ترجمہ)

ان روایات کی موجودگی میں کوئی عقل مند شخص سیدنا حضرت عمر کی شرافت و دیانت اور جنتی ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ شیعہ حضرات بھی اس سے انکار اس لئے نہیں کرتے کہ یہ روایات سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سے ان کی کتابوں میں بھی درج ہے

Scanned with CamScanner

مگر ان شیعی مجتہدوں نے ان روایات پر بھی تقیہ کی نہایت ہی تاریک اور سیاہ چادر ڈالدی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

دفن فاروقی میں شمولیت مرتضوی :

سیدنا حضرت فاروق اعظم کے جنازہ (جو حسب وصیت سیدنا حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے پڑھایا تھا۔) کے بعد دفن کے وقت سیدنا علی المرتضیٰ مع دیگر احباب کے قبر میں خود بھی اترے تھے اور اپنے دیرینہ دوست کے حق میں دوستی کا حق آخری دم تک ادا کیا .....

(۱) ونزل فی قبرہ یعنی فی قبر عمر الخمسۃ یعنی اھل الشوریٰ

(تاریخ طبری جلد ۵ ص ۳۸)

(نزل فی قبرہ عثمان وعلی والزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وعبداللہ بن عمر

(تاریخ کامل لابن اثیر ص ۲۸ ج ۳ ، رحماء بینھم حصہ دوم ص ۲۶۲)

شیعہ حضرات غور کریں کہ اگر ان میں حد درجہ نفرت وعداوت تھی اور حضرت عمر میں حد درجہ گمراہی وبغاوت تھی تو کیا وجہ تھی تو کیا وجہ ہے کہ سیدنا حضرت علی قبر میں خود اترے اور اپنے پیارے دوست کو رخصت کیا ؟ کیا آپ اس قدر بزدل ہو چکے تھے کہ لوگوں سے ڈرتے تھے ؟ کسی نے آپ پر زبردستی کی تھی ؟ کیا آپ کو کسی نے مارا تھا ؟ کیا کسی نے جبراً انہیں اتارا تھا ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ان تمام باتوں سے بری ہیں ۔ وہ تو ان کا حق اور اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے کہ اسلام کے اتنے عظیم خیرخواہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی و دوست، صدیق اکبر کے خلیفہ وجانشین ، اسلام کے ممد ومعاون اور اعلائے اسلام کے قائل اپنے اور سیدہ فاطمۃ الزہراء کے داماد، حسنین شریفین کے بہنوئی اور آسمان ہدایت کے

چمکتے چراغ کو خود قبر میں اتاریں۔

مگر یار شیعی مجتہدوں نے بھی الٹی سمجھ خدا کسی کو نہ دے کہیں ان اعمال کو تقیہ کی سیاہ چادر سے ڈھانپ دیتے ہیں تو کہیں کہتے ہیں کہ مجبور تھے۔ کہیں کہتے ہیں دراصل مقصد بد دعا کرنا تھا اس لئے آپ کی دعاؤں کا اصل مقصد بھی تقیہ کی سیاہ چادر کی روشنی میں بد دعا تھا۔ فالی المشتکی

ہم دعا لکھتے رہے وہ دغا پڑھتے رہے
ایک ہی نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

سیرتِ فاروقی اور اعترافِ مرتضوی :

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سیدنا فاروقِ اعظم کی سیرت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ :

" جب ابوبکر کا وقت آخر آیا تو انہوں نے حضرت عمر کو بلایا اور خلافت سپرد کی ہم نے ان کی بات مانی، اطاعت کی، بیعت سے انکار نہ کیا۔ اور خیر خواہی کے وطیرے قائم رہے۔ عمر کی سیرت پسندیدہ تھی اور وہ عمر بھر اقبال مند رہے۔" (اسوۂ علی مرتبہ رئیس احمد جعفری ص ۲۷۹)

معلوم ہوا کہ سیدنا حضرت عمر کی سیرت بہت اعلیٰ تھی اور حضرت علی المرتضیٰ نے ان کی بیعت کی۔ اطاعت کی۔ اور آپس میں شیر و شکر بن کر رہے اور فاروقِ اعظم ہمیشہ اقبال مند رہے۔

اسی طرح سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے ایک مکتوب میں (جو انہوں نے حضرت قیس بن سعد انصاری کو حکومتِ مصر پر مقرر کرتے ہوئے اہلِ مصر کے نام لکھا تھا اس میں) تحریر فرمایا کہ :

قبضہ اللہ عزوجل صلوٰۃ اللہ علیہ ورحمتہ وبرکاتہ

ثم ان المسلمین استخلفوا به امیرین صالحین عملا
بالکتاب والسنة واحسنا السیرة ولم یعدوا السنة
ثم توفاهما الله عزوجل رضی الله عنهما (طبری جلد ۵ ص ۲۲۷)
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو مسلمانوں نے دو نیک امیروں کو خلیفہ بنایا انہوں نے کتاب وسنت کے مطابق عمل کیا اور ان دونوں کی سیرتیں احسن تھیں انہوں نے (عدل وانصاف کے ساتھ تمام کام کئے) ظلم وتعدی اور سنت سے تجاوز نہیں کیا پھر اللہ نے ان دونوں کو بلایا"۔

اس مکتوب گرامی میں سیدنا حضرت ابوبکر وعمر کے حق میں دعاء خیر وبرکت موجود ہے۔ انہیں " امیرین صالحین " کے پر عظمت الفاظ سے یاد کیا گیا ۔ ان کی سیرتوں کو احسن قرار دیا۔ انہیں کتاب وسنت کا عامل بتلایا۔ ان کے عدل و انصاف کا اعتراف کیا۔ اور انہیں رضی اللہ عنہما کے مبارک الفاظ سے یاد فرمایا
عبد خیر کہتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال بہتر وخیر حالت پر ہوا جس طرح ایک نبی کا وصال بہترین حالت میں ہوتا ہے۔ پھر ابوبکر خلیفہ بنائے گئے پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور سنت کے مطابق عمل کیا پھر وہ بہتر حالت میں انتقال کر گئے وہ اس امت کے نبی کے بعد بہترین شخص تھے۔ پھر حضرت عمر خلیفہ ہوئے حضرت عمر نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر کے طریقہ اور سنت کے موافق عمل کیا۔ پھر وہ بہتر حالت میں انتقال کر گئے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر کے بعد تمام امت

سے بہتر آدمی تھے۔" (رحماء بینہم ۲ ص۸۲ بحوالہ المصنف لابن ابی شیبہ جلد ۴ ص۵۸۸، مسند احمد جلد ۱ ص۱۲۸، کنز العمال جلد ۶ ص۳۶۹)

سیدنا عمر کیلئے کلماتِ خیر:

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جب نیک لوگوں کا تذکرہ کیا جائے تو عمر کو نہ بھول جانا (یعنی وہ بطریق اولیٰ اس کے قابل ہیں)" (صواعق محرقہ ص۹۸، حلیۃ الاولیاء ص۱۵۲)

حضرت محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کی خدمت میں عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں بہترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر — پھر پوچھا ان کے بعد؟ آپ نے فرمایا عمر بن الخطاب (الخ) (بخاری شریف جلد ۱ ص۵۱۸)[1]

اسی طرح ایک موقع پر فرمایا:

"(عمر) کو برائی کے کلمات سے مت یاد کرو اور صرف کلماتِ خیر ہی ان کے حق میں کہو اللہ اس کے باپ (عمر) پر رحمت اتارے۔"

(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید جلد ۱ ص۶۴۴)

مروی ہے کہ ایک مرتبہ وہب الخیر ابوجحیفہ نے حضرت علی المرتضیٰ کو بایں الفاظ خطاب کیا:

---

[1]: علاوہ ازیں تاریخ کبیر للبخاری جلد ۲ ص۲۸۰، ابن ماجہ ص۱۱، مسند احمد جلد ۱ ص۱۱۰، ص۱۰۶، حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص۱۹۹، استیعاب جلد ۲ ص۴۵۶، تذکرۃ الحفاظ للذہبی جلد ۳ ص۳۰۱ میں موجود ہے۔ (رحماء بینہم ص حصہ دوم)

"اے نبی کے بعد تمام لوگوں میں بہتر ہستی (آپ نے یہ سن کر فرمایا) :
ٹھہر جا اے ابو جیفہ خبردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر و عمر تمام لوگوں میں بہترین ہستیاں ہیں اور کسی مومن کے قلب میں میری محبت اور ابو بکر و عمر کے ساتھ بغض و عداوت جمع نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کسی مسلمان کے دل میں میرے ساتھ بغض و عداوت اور ابو بکر و عمر کی محبت یکجا جمع نہیں ہو سکتی۔" (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۶۹)

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے :

"میں اور ابو بکر و عمر نفس واحد کی طرح ہیں جو ہم سے محبت رکھتا ہے۔ ہماری محبت سے نفع اٹھاتا ہے اور جو ہم میں فرق کرتا ہے خدا اسے ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کی کوئی حجت نہ ہوگی اور کسی ایمان دار کے قلب میں میری محبت ان دونوں کی عداوت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔"
(نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۸۴ (ترجمہ)

حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد ہے :

"میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دونوں آنکھیں اندھی ہو جائیں اور میں نے اپنے ان کانوں سے آپ کو فرماتے ہوئے سنا اگر ایسا نہ ہو تو یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں کہ (آپ نے فرمایا) اسلام میں ابو بکر و عمر سے زیادہ پاک و صاف کوئی نہیں پیدا ہوا۔" (نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۸۴)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا اتنے میں ابو بکر و عمر سامنے نظر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

یہ دونوں نبیوں اور رسولوں کو چھوڑ کر باقی تمام اگلے پچھلے درمیانہ سن جنتیوں کے سردار ہیں۔ اے علی! ان دونوں کو کہیں ابھی سے اس کی خبر نہ کر دینا"

(نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۷۴)

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ مجھ سے پہلے تم ان سے نہ کہہ دینا میں خود ہی ان کو یہ خوشخبری سناؤں گا۔ (ایضاً)

ایک شخص نے حضرت علی سے پوچھا کہ آپ کو میں نے خطبہ میں یہ پڑھتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! جس شئی سے آپ نے خلفاء کی اصلاح کی ہے میری بھی اصلاح فرمایئے پس وہ کون ہے؟ سیدنا حضرت علی نے یہ سنا تو گریہ طاری ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا

"وہ دونوں میرے حبیب، پیشوائے ہدایت اور اسلام کے شیخ ابوبکر وعمر ہیں۔ جس نے ان کی اقتداء کی وہ بچ گیا جس نے ان کی پیروی کی وہ راہِ مستقیم کا راستہ پا گیا اور جس نے ان کے ساتھ تمسک کیا وہ خدا کی جماعت میں سے ہے اور خدا کی جماعت ہی فلاح پانے والی ہے۔"

(نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۷۵)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کا یہ ارشاد بھی کئی بیرہ چشموں کے لئے سرمۂ بصیرت کا کام دے سکے گا۔ آپ فرماتے ہیں!

"اسلام میں ابوبکر اور عمر کا ایک خاص مقام تھا۔ ان کی وفات اسلام کے لئے ایک گہرا زخم ہے رحمہما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے اور ان کو اعمالِ صالحہ کی جزائے خیر عطا فرمائے۔"

(ترجمہ نہج البلاغۃ از رئیس احمد جعفری صفحہ ۲۷۵ ضمیمہ)

غور فرمایئے! کیا یہ پرعظمت الفاظ کسی دشمن کے لئے ہو سکتے ہیں؟ کیا اس قسم کے دعائیہ جملے ایک کافر، مرتد کے لئے زبانِ مرتضوی سے صادر ہو سکتے ہیں۔؟

ہرگز نہیں ـــ ہرگز نہیں ـــ مگر آپ دیکھ رہے ہیں کہ لسانِ مرتضوی ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہے۔ ان کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ ان کی سیرتوں کو احسن قرار دیتے ہیں۔ ان کے اطاعتِ رسول کی گواہی دیتے ہیں۔ ان سے اخلاص ومحبت کا اظہار فرماتے ہیں ان کے اعمالِ صالحہ کی شہادت دیتے ہیں ان کی محبت کو اپنی محبت ان کے بغض کو اپنا بغض فرماتے ہیں۔ انہیں افضل الامت بعد الانبیاء والمرسلین کے لقب سے ملقب کرتے ہیں۔ ان کے انتقال پر ملال کو اسلام کے لئے ایک حادثۂ فاجعہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ شواہد وحقائق اس امر کے شاہدِ عدل ہیں کہ ان کا آپس میں نہایت ہی محبانہ اور دوستانہ تعلق تھا۔ مگر کچھ لوگوں نے اپنی فطرتِ شنیعہ سے مجبور ہو کر انہیں ایک دوسرے کا دشمن ثابت کرنا چاہا ـــ "آسمان پر تھوکا منہ کو ہی آیا" کے مصداق ان ہی کی کتابوں سے ان کا محب ورفیق ہونا ثابت ہوگیا۔!

تنقیصِ شیخین پر فتوائے مرتضوی :

حضرت امام ابوحنیفہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت علی المرتضٰی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے آپ سے بہتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ حضرت علی المرتضٰی نے اس کے جواب میں کہا :

"کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے ابوبکر کو دیکھا ہے ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے عمر کو دیکھا ہے ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہوتا تو میں تجھے قتل کر ڈالتا اور اگر تو نے ابوبکر وعمر کو دیکھا ہوتا تو میں تجھے کوڑے مارتا۔"

(نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۸۵ ترجمہ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۶۷)

مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اس امت میں سب سے افضل
بلکہ آپ تو افضل الانبیاء والمرسلین ہیں ؛ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

چونکہ اس سے تنقیص رسول ہے اس لئے اس کی سزا قتل ہی ہے اور شیخین کو اور صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہنا اس لئے مبغوض ہے کہ اس پر کوڑا مارا جائے ۔ حضرت علی المرتضیٰ کا یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ماخوذ ہے جس میں آپ نے فرمایا :

" جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کر دو اور جس نے میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہا اسے مارو "۔

حضرت امام زید ؒ بھی فرماتے ہیں کہ :

من سبّ نبیاً قتل ومن سبّ صاحب نبی جلد

(مسند الامام زید ص ۴۹۵ طبع بیروت)

شیعہ حضرات کی معتبر و مستند کتاب جامع اخبار میں بھی ہے کہ :

قال النبی من سبنی فاقتلوہ ومن سبّ اصحابی فاجلدوہ

(آیات بینات حصہ اول ص ۱۰۳)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

" جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ساتھیوں ، وزیروں ، قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے اکابر کو برائی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور جو جوان کو بُرائی کے ساتھ یاد کرے گا میں ایسے شخص سے بیزار ہوں اور اس پر دنیا و آخرت کی سزائیں لازم و ملزوم ہیں "۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۷ ص ۲۰۱)

چنانچہ آپ نے ایسے مفتریوں کے لئے سزا کا قانون نافذ کیا ۔ حکم بن حجل کہتا ہے کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا :

"جو شخص بھی مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دے گا میں اس کو مفتری کی سزا دوں گا۔"

(الاستیعاب مع الاصابہ جلد ۲ ص ۲۴۴)

حضرات شیخین اور دیگر صحابہ کرام اور سیدنا علی المرتضیٰ کے درمیان منافرت و مخاصمت پیدا کرنے کی یہ سازش مشہور یہودی عبداللہ بن سبا نے تیار کی تھی جو مختلف حربے استعمال کر کے ان کے درمیان تفریق کی ایک دیوار کھڑی کرنا چاہتا تھا سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے اس بدبخت کو جلا وطن کر دیا۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:

"سوید بن غفلہ حضرت علی کے پاس ان کی خلافت کے دوران حاضر ہوا اور کہا کہ ایک جماعت کے ہاں میرا گزر ہوا وہ ابوبکر و عمر کی تنقیص کر رہے تھے اور وہ لوگ یہ خیال بھی رکھتے ہیں کہ آپ بھی اپنے دل میں ان کے متعلق اس طرح کے خیالات رکھتے ہیں۔ اس جماعت میں عبداللہ بن سبا ہے۔"

اور ابن سبا پہلا وہ شخص ہے جس نے شیخین کے حق میں بدگمانی کا اظہار کیا ہے یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا کہ:

"میرا اس سیاہ خبیث کا کیا تعلق؟ اور اس سے میرا کیا واسطہ؟"

پھر فرمایا کہ:

"میں ان دونوں کے متعلق حسن ظنی کے بغیر کسی چیز کو دل میں جگہ دوں"

پھر ابن سبا کی طرف آدمی بھیجا کہ اس کو شہر مدائن کی طرف نکال دو یعنی (جلا وطن کر دو) اور یہ شخص ہمارے شہر میں نہ رہے۔

اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ منبر پر تشریف لائے۔ سامعین جمع ہو گئے آپ نے سیدنا ابوبکر و عمر کی تعریف بیان کی اور ان کے فضائل تبلائے۔ اس خطبہ کے آخر میں اعلان کیا کہ:

"جو شخص ابوبکر و عمر پر مجھے فضیلت دے گا اور ان سے مجھے افضل قرار دے گا میں اس شخص پر مفتری کی سزا دوں گا۔" (یعنی سو درّہ)

(لسان المیزان جلد ثالث تذکرہ عبداللہ بن سبا)

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے جب اس کی گمراہی حد سے بڑھی ہوئی دیکھی تو پھر اس پر اپنی گرفت سخت کی اور اس کو اور اس کے ہم نواؤں کو آگ میں جلا دیا گیا۔

(لسان المیزان)[1]

ابوحکیمہ کا بیان ہے کہ ہم:

"ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور شیخین کی تنقیص کرنے لگا اور عثمان کے حق میں گالیاں بکنے لگا میں اٹھ کر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ مسجد میں ایک شخص نے اس طرح کہا ہے آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ لایا گیا آپ نے پوچھا کہ اس بات کا گواہ کون ہے کہ اس نے اس طرح کہا ہے۔ تو میں نے بھی گواہی دی اور میرے ساتھیوں نے بھی۔ پس سیدنا حضرت علی المرتضیٰ نے حکم دیا کہ اس کو خوب زدوکوب کیا جائے، ذلیل و خوار کیا جائے پھر اس کو بازار میں لے جاؤ تاکہ سب لوگ اس کی اس حالت کو دیکھ لیں نیز حکم فرمایا کہ اس کو جلاوطن کر دو یہ میرے شہر میں نہ رہے۔"

(کتاب الکنیٰ للدولابی جلد ۱ ص ۱۵۵)

---

[1] شیعہ کتابوں میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ دیکھیئے رجال کشی تذکرہ عبداللہ ابن سبا۔ از ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز الکشی شیعی و تحفۃ الاحباب شیخ عباس القمی (۳۵۹ھ) (رحماء بینھم حصہ دوم ص ۹۲)

مشہور شیعہ مجتہد امام مؤید باللہ یحییٰ بن حمزہ الزیدی صاحب " الطواق الحاملہ"
بھی کہتے ہیں کہ حضرت علی نے تنقیصِ شیخین سنی تو مسجد میں آئے ۔
"اپنی سفید داڑھی پر ہاتھ رکھا۔ آپ کے آنسو بہنے لگے۔ ریش مبارک
آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ نے خطبہ دیا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت
عمر کی فضیلت بیان کرکے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس نے دانہ اور روح
کو پیدا کیا۔ بلند درجہ کا مومن ہی اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور بے
نصیب و دین سے بے بہرہ شخص ہی ان کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا
ہے! ان کے ساتھ دوستی، نیکی خدا کی نزدیکی ہے اور ان کے ساتھ عداوت
و بدگمانی دین سے خارج ہونا ہے۔" (تحفہ اثنا عشریہ صہ باب سوم)

لطیفہ:

دورِ حاضر کے شیعی مجتہدوں نے یہودی بدبخت عبداللہ بن سبا کے وجود کا ہی
انکار کر دیا ہے اور کہا کہ یہ ایک فرضی نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ شاید اس
صدی کے شیعی مجتہدوں کا ایک تاریک کارنامہ ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

باب ششم

أئمہ اہلبیت کی طرف سے حضرۃ فاروق اعظم کی فضیلت و عظمت کا اعتراف

حضرت حسن کا بیان ؛

سیدنا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا:

" میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں اور جس سے میں محبت کرتا ہوں خدا اس سے محبت کرتا ہے اور تم دونوں سے ملائکہ کو بھی محبت ہوگئی کیونکہ خدا کو تم سے محبت ہے۔ خدا اس سے محبت کرے جس کو تم سے محبت ہو، خدا اس کا دشمن ہو جس کو تم دونوں سے دشمنی ہو۔ جو تم دونوں سے میل رکھے خدا اس سے میل رکھے اور جو تم دونوں سے جدائی رکھے خدا اس سے جدائی اختیار کرے۔" (نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۳۷۴)

ظاہر ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حدیثِ پاک پر پوری طرح عمل کیا۔ اس لئے حضرت امام حسن کے نزدیک بھی وہ شخص بدترین ہے جو شیخین کی تنقیص کرتا ہے۔ آپ کے عقیدہ میں بھی شیخین کی تنقیص کرنے والے خدا کے دشمن اور بدترین لوگ ہیں۔

Scanned with CamScanner

حضرت زین العابدین کا فرمان :

حضرت علی بن حسین (المعروف زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص آیا اور ان سے کہا کہ ابوبکر و عمر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا قرب حاصل تھا۔ آپ نے فرمایا! جو نزدیکی اور قرب ان کی قبروں کو حاصل ہے۔ بحالتِ حیات بھی ان کو یہی قرب نصیب تھا۔

(مسندِ احمد جلد ۴ صـ۷۷ ، تہذیب التہذیب جلد ۷ صـ۳۰۶)

جو لوگ حضرات خلفاء ثلاثہ کی آپ کے سامنے تنقیص کے لئے زبان بھی کھولتے تو آپ ان کو حکم فرما دیتے تھے کہ :

" ہمارے ہاں سے اٹھو اللہ تمہیں برکت نہ دے اور تمہارے گھر رحمت کے قریب نہ ہوں اور تم اسلام کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ تم اہلِ اسلام میں سے نہیں ہو ! اٹھو ! " (البدایہ والنہایہ لابن کثیرؒ جلد ۹ صـ۱۰۵)

شیعوں کے معروف مجتہد علی بن عیسیٰ اربلی (۶۸۷ھ) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زین العابدینؒ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے اور شیخین کی تنقیص کرنے لگے (حضرت زین العابدینؒ نے سن لیا پھر) ان سے سوال کیا کہ کیا تم مہاجرین و انصار میں سے ہو جو صادق و مخلص تھے اور اللہ کی رضا اور فضل کے طلب گار رہتے تھے ؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان میں سے نہیں ۔ اس پر آپ نے فرمایا :

" تم نے ان دونوں فریقوں میں سے ہونے سے بیزاری اختیار کی اب میں تمہارے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہو جن کے متعلق خدا کا فرمان ہے کہ (والذین جاء و من بعدھم - الآیۃ پ۲۸ الحشر) جو لوگ بعد میں آئے - کہتے ہیں کہ اے اللہ ! ہم کو ہمارے سابق ایمان لانے والے بھائیوں کو بخش دے اور ہمارے

قلوب میں مومنوں کے حق میں کھوٹ اور کینہ نہ ڈال دینا۔ سوتم یہاں سے نکل جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ وہی معاملہ کرے جس کے تم اہل ہو۔"
(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

حضرت زید کا ارشاد :

حضرت زید بن علی بن الحسین (حضرت حسین کے پوتے) سیدنا حضرت علی کی سیرت بتلاتے ہیں کہ :

" یقیناً حضرت علی کی سیرت و عملی حضرت عمر کے ساتھ مشابہ تھی اور ان دونوں حضرات کا ایک کردار اور ایک عمل تھا۔ اس لئے ابوبکر و عمر سے تبرا و برأت کرنا بعینہٖ سیدنا حضرت علی سے بیزاری اختیار کرنا ہے۔" (ریاض النفرۃ جلد ا صفحہ ۵۸ ۲ صفحہ ۸۵)

شیعہ حضرات کے ممتاز بزرگ اور شاہ ایران جاہ قاچار کے وزیر اعظم مرزا لقی اللسان الملک شیعی لکھتے ہیں کہ :

" کوفہ کے مشہور لوگوں کی ایک جماعت (جس نے حضرت زید کے ساتھ بیعت کی ہوئی تھی) زید کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ابوبکر و عمر کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں؟ زید بن امام زین العابدین نے فرمایا کہ میں ان دونوں کے حق میں کلمۂ خیر اور بہتر بات کے سوا کوئی قول نہیں کرتا اور میں نے اپنے خاندان سے بھی ان دونوں کے بارے میں کلمۂ خیر کے بغیر کچھ نہیں سنا۔"
(ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۵۹۰ طبع ایران)

دوسرے شیعہ بزرگ جمال الدین ابن عنبہ (۶۸۷ھ) نے اپنی کتاب عمدۃ الطالب میں اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ :

(حضرت زید کا یہ دوٹوک جواب سن کر) کہنے لگے آپ ہمارے خلیفہ وامیر نہیں ہیں ۔ زید سے یہ لوگ متفرق ہو گئے اور ساتھ چھوڑ دیا۔ زید کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے پس ان کا نام رفضہ و رافضی رکھا گیا۔

(عمدۃ الطالب ص۲۸)

حضرت امام باقرؒ کا اعلان :

حضرت امام جعفر صادقؒ کے والدِ محترم حضرت امام محمد باقرؒ (۱۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ :

"جو شخص ابوبکر و عمر کی فضیلت کی پہچان نہیں رکھتا اور ان کے مرتبہ کو نہیں پہچانتا وہ سنّتِ نبوی سے جاہل ہے"۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص۱۸۵ ، ریاض النضرۃ جلد ۱ ص۵۷)

جابر کہتے ہیں کہ میں نے محمد باقر کو کہا کہ :

"تم اہلِ بیت میں سے کوئی شخص گزرا ہے جو ابوبکر و عمر کو سب وشتم کرتا ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں ۔ میں تو ان دونوں حضرات کو دوست رکھتا ہوں اور ان سے موالات اور محبت رکھتا ہوں اور ان کے حق میں استغفار کرتا ہوں"۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ ص۲۳۶)

شعبہ خیاط کہتے ہیں کہ :

"جب میں محمد باقر کو رخصت کرنے گیا تو آپ نے بطور وصیت مجھے فرمایا کہ میری طرف سے اہلِ کوفہ کو پیغام دے دو کہ جو شخص ابوبکر و عمر سے بیزاری کرتا ہے میں اس سے بری ہوں ۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوں اور ان کو راضی رکھیں"۔

(ریاض النضرۃ جلد ۱ ص۵۸)

ایک مرتبہ جابر سے حضرت محمد باقرؒ نے فرمایا کہ:

"مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عراق میں ایک قوم ہے وہ لوگ ہماری محبت اور دوستی کے دعویٰ دار ہیں اور ابوبکر و عمر کے متعلق کمی بیشی کرتے ہیں (اور افسوس تو یہ ہے کہ یہ الزام مجھ پر لگاتے ہیں کہ) میں نے ان کو اس چیز کا امر کیا ہے۔ (حضرت محمد باقرؒ نے فرمایا کہ) ان کو اطلاع کردو کہ اللہ تعالیٰ گواہ و شاہد ہے کہ میں ان سے بری و بیزار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے اس قوم پر حکومت حاصل ہو جائے تو ان کی خون ریزی و قتل کر کے اس کے (اللہ کے) ہاں تقرب و نزدیکی حاصل کروں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی نصیب نہ ہو۔ اگر میں ابوبکر و عمر کے لئے استغفار نہ کروں اور ان کے حق میں ترحم و دعا کے کلمات نہ کہوں۔ اللہ کے دشمن ان دونوں (کے مقام) سے غافل ہیں۔" (صواعق محرقہ ص۴۸)

اسی طرح ایک موقعہ پر فرمایا کہ

"جو لوگ اس چیز کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ ربِ کعبہ کی قسم انہوں نے یہ سب جھوٹ اور دروغ گوئی کی ہے"۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص۵۳)

اسی طرح ایک مرتبہ کثیر النواء نے کہا کہ میں نے امام باقرؒ سے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں کیا ابوبکر و عمر نے آپ لوگوں کے حقوق میں ظلم و ستم رکھا تھا؟ یا آپ کے حقوق کو برباد کیا تھا؟ حضرت محمد باقرؒ نے فرمایا کہ نہیں!

"اس ذات کی قسم جس نے تمام عالم کے نذیر پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ ان دونوں (شیخین) نے ہمارے حقوق سے ایک دانے کے برابر

بھی ضائع نہیں کیا اور ظلم نہیں کیا ۔ کثیر کہتا ہے کہ میں نے پھر پوچھا کہ میں آپ پر قربان کیا میں ان دونوں سے تولی و دوستی رکھوں ؟ آپ نے فرمایا کہ (ہاں ہاں) تجھے ان دونوں سے دنیا و آخرت میں دوستی رکھنی چاہیئے اور (بالفرضِ محال) کوئی وبال پیش آئے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں ۔"

پھر فرمایا کہ :

"مغیرہ بن سعید اور بنان کے ساتھ اللہ تعالیٰ وہی معاملہ فرمائے جس کے وہ اہل ہیں ۔ ان دونوں نے ہم اہلِ بیت پر جھوٹ اور افتراء و دروغ بنا بنا کر پھیلا دیئے اور ہماری طرف منسوب کر دیئے (ہم ان سے بری ہیں) ۔

(شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید شیعی معتزلی جلد ۴ صـ ۱۱۳ ، وفاء الوفا جـ۲ صـ ۱۰۰)

حضرت محمد باقرؒ کا یہ فرمان جس کو شیعہ و سنی دونوں علماء نے نقل کیا ہے بڑا وزنی ہے اور ہزار توجہ کا مستحق ہے ۔ اس کو بار بار ملاحظہ کریں اور صحیح راہ حاصل کریں ۔

(رحماء بینہم حصہ دوم صـ ۳۳۶)

حضرت امام جعفر صادقؒ کا عمل و ارشاد :

حضرت جعفر صادقؒ (۱۴۸ھ)

(جن کی طرف منسوب فقہ جعفریہ ہے) کا کیا طریقہ و عمل رہا ہے اور ان کے شیخین کے بارے میں کیا عقائد و خیالات تھے وہ ملاحظہ فرماویں اور فقہ جعفریہ کی حقیقت معلوم کریں ۔ حضرت جعفر صادقؒ کا عمل ملاحظہ فرمائیے ! شیعوں کی مستند کتاب الشافی صـ ۲۳۸ طبع قدیم میں ہے کہ :

" جعفر صادق حضرت ابو بکر و عمر کے ساتھ دوستی اور مودت رکھتے

تھے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے روضۂ اطہر) پر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہوتے تو ابوبکر و عمر کی قبور پر بھی سلام و تسلیم کہتے تھے"۔

انقلابِ زمانہ دیکھیے کہ حضرت جعفر صادق تو ان کی قبور مبارکہ پر سلام کہیں اور رحمت کی دعائیں کریں اور ان کے نام سے اپنے مذہب کو چمکانے والے یہ مجتہدین ان سے بیزاری و لاتعلقی بلکہ کفر و ارتداد کے بے دریغ گولے پھینکیں۔

"سالم کہتا ہے کہ سیدنا جعفر صادق نے فرمایا کہ ابوبکر میرے نانا ہیں کیا کوئی شخص اپنے آباؤ اجداد کو گالی بھی دیتا ہے؟ یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی مجھے نصیب نہ ہو اگر میں ابوبکر و عمر سے تولّی اور دوستی نہ رکھوں اور میں ان کے دشمن سے بیزاری اختیار نہ کروں"۔ (سیرت عمر لابن جوزی ص ۳۲ طبع مصر)

ہائے افسوس حضرت جعفر صادق تو حضرات شیخین کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور آج کل کے یار انہیں ان سے زبردستی بیزاری کا اعلان کرانے پر تلے ہوئے ہیں یہ کیا خوب!

شیعوں کے نامور مجتہد قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) لکھتے ہیں:

"ایک شخص نے جعفر صادق سے ابوبکر و عمر کے متعلق سوال کیا تو امام موصوف نے جواباً فرمایا کہ یہ دونوں بزرگ امام تھے۔ عدل و انصاف کرنے والے تھے۔ حق بات پر قائم رہے۔ حق پر ہی ان کا خاتمہ ہوا۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے"۔

(احقاق الحق جلد ۱ ص ۱۶ طبع مصر)

ذرہ آج کل کے جعفریوں کا حال دیکھیں یہ تو شیخین کو ظالم و غاصب اور

ناحق اور نہ جانے کیا کیا خطاب دے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ان کے سامنے شیخین کی تعریف کریں تو ان کی آنکھیں خون سے بھر آتی ہیں ۔۔۔ اور وہاں حال یہ تھا کہ حضرت جعفر صادق ان کے لئے دعائے رحمت، انہیں عادل، امام اور اہل حق ہی فرماتے تھے۔

لطیفہ ! حضرت جعفر صادق رح کی عبارت میں کوئی پیچیدگی نہیں کہ جس کی تشریح و توضیح کی جائے لیکن شیعہ علماء کو خدا ہی سمجھیں انہوں نے اس عبارت کی ایسی توجیہیں کیں کہ الامان والحفیظ۔ نیکی بدی ہوگئی، ایمان کفر بن گیا، شیخ شیطان بن گیا۔ (استغفر اللہ) مگر اپنی تاویلات سے خود بھی مطمئن نہ ہوتے لہذا مجبور ہو کر تقیہ شریفہ کا دامن تھامنا پڑا اور کہنا پڑا کہ آپ نے تقیہ فرمایا تھا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

حضرت امام موسیٰ کاظم کی گواہی :

حضرت امام موسیٰ کاظم (۱۸۳ھ) نے اپنے آبا و اجداد سے مرفوعاً ایک روایت نقل کی ہے۔ روایت کے اصل راوی حضرت حسن بن علی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ :

" فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر میرے ہاں بمنزلہ کان کے ہیں اور عمر میرے نزدیک بمنزلہ آنکھ کے اور عثمان میرے ہاں بمنزلہ دل کے " (معانی الاخبار للشیخ صدوق شیعی (ص۳۸)

" وتفسیر حسن عسکری تحت آیت او کلما عاھدوا پ۱ (رحماء بینھم حصہ اول ص۴۲۶)

ان شیعی روایات کی موجودگی میں بھی اگر انہیں شیخین کی فضیلت کا اعتراف نہیں کرنا تو پھر اور کون سی شہادات ان کے نزدیک لائق حجت ہوں گی؟ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ یہ تقیہ شریفہ ہی تھا ۔۔ اور ہے ۔۔۔ تو چلئے ہم دوسرے طریقے سے ان کی تسلی کرا دیتے ہیں۔

باب ہفتم۔

خلفاء ثلٰثہ کے ناموں پر ائمہ اہلبیت کی اولاد کے نام

مظاہرۂ محبت و مودت ؛

اور وہ یہ کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر تمام بزرگوں نے اپنی اپنی اولادوں کے نام حضرات خلفاء ثلٰثہ (سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان) کے نام نامی پر رکھے تھے۔ محبت و مودت، عقیدت و عظمت کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟ کیا کبھی کسی نے یہ دیکھا ہے کہ لوگوں نے اپنے دشمنوں اور کافروں کے نام پر اپنے محبوب بچوں کے نام رکھے ہوں۔؟ کیا کسی نے اپنے بچوں کے نام ابلیس، فرعون، ہامان، نمرود، شداد، ابوجہل اور ابولہب رکھے ہیں؟ کیوں؟ اس لئے کہ وہ خدا کے دشمن اور اس کے پیغمبر علیہم السلام کے دشمن تھے ان کا نام رکھنا تو درکنار سننا بھی گوارا نہیں اور اگر کسی نے کہہ بھی دیا تو پھر دیکھیئے کتنی صلواتیں سناتے ہیں؟ اسی طرح معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرات خلفاء ثلٰثہ وازواج مطہرات خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہوتے تو کیا اہل بیت کے یہ اکابرین کبھی ان کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام نامی رکھتے؟ سوچیئے اور تقیہ کی نقاب الٹا کر دیکھیئے آپ کو حقیقت کا چہرہ نہایت بے غبار نظر آئے گا اور تمام شکوک و شبہات یکدم رفع

ہو جائیں گے۔

کوئی صاحب یہ نہ سوچیں کہ یہ سب فرضی قصے ہیں نام کہیں نہیں تو لیجیے شیعہ حضرات کی مشہور اور معتبر کتابوں سے ان کا نام سلسلہ وار تحریر ہے۔

۱۔ فرزندانِ علی المرتضیٰ رضؓ

حسنؓ، حسینؓ، محسن، عباس، محمد، ابوبکر، عمر، عثمان وغیرہ

(تاریخ الائمہ صـ ۴۳، کشف الغمہ اربلی (۶۸۷ھ) صـ ۱۲۲، جلاء العیون (علامہ مجلسی ۱۱۱۱ھ) صـ ۱۹۳، منتہی الآمال (قمی ۱۳۵۹ھ) صـ ۱۳۶)

۲۔ فرزندانِ حضرت حسن رضؓ

قاسم، عبداللہ، حسن مثنیٰ، زید، عبدالرحمٰن، ابوبکر، عمر، اسمٰعیل وغیرہ۔ (تاریخ الائمہ صـ ۶۳، کشف الغمہ صـ ۱۷۱، جلاء العیون صـ ۳۰۲)

۳۔ فرزندانِ حضرت حسین رضؓ

عابد، علی اکبر، علی اصغر، زید، ابراہیم، محمد، حمزہ، ابوبکر، جعفر، عمر وغیرہ (تاریخ الائمہ صـ ۸۳)

۴۔ حضرت زین العابدینؒ

نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔

(کشف الغمہ صـ ۲۰۰، جلاء العیون صـ ۱۰۷، تاریخ الائمہ صـ ۹۹)

۵۔ حضرت موسیٰ کاظمؒ

نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر اور ابو بکر رکھا تھا۔

(کشف الغمہ جلد ۳ صـ ۱، تاریخ الائمہ صـ ۱۵۳) اور اپنی بیٹی کا نام عائشہ رکھا۔

(کتاب الارشاد للشیخ محمد بن نعمان مفید صـ ۲۸۳)

Scanned with CamScanner

۶۔ حضرت علی رضاؒ:

نے بھی اپنی لڑکی کا نام عائشہ رکھا۔

(کتاب الارشاد وکشف الغمہ جلد ۳ صفحہ ۵۹)

یہ وہ حوالے ہیں جو کتب شیعہ میں درج ہیں جن کا انکار ممکن نہیں۔ یہاں تو تقیہ کی سیاہ چادر سے بھی تاریکی نہیں آسکتی۔ جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ان حضرات گرامی قدر کے مابین عداوت و نفرت کے جو جو قصے اور حکایتیں وضع کی گئی ہیں وہ سب غلط اور جھوٹی ہیں۔ حق یہ ہے کہ یہ حضرات ــــ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق و شفیق، محب و ناصح، دوست و یار، ہمدرد و غم گسار اور قرآنی ارشاد رحماء بینھم کے کامل مصداق تھے ــــ!

تنقیصِ شیخین کا بدترین انجام کتبِ شیعہ کی روشنی میں:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں شیخین کی تنقیص کا انجام بھی کتب شیعہ کی روشنی میں بتلایا جائے! شاید کسی کو عبرت حاصل ہو جائے اور راہِ راست پر گامزن ہو جائے! ہم نے اپنی دوسری کتاب "عظمتِ صحابہ" میں دس کے قریب واقعات نقل کئے ہیں جو نہایت ہی لائقِ عبرت و موعظت ہیں ــ

شیخ عباس قمی شیعی (۱۳۵۹ھ) نے اپنی کتاب تتمۃ المنتہی میں ۳۹۱ھ کے تحت یہ عبرت ناک واقعہ لکھا ہے کہ:

"از تاریخ مصر نقل شدہ کہ حسام الدولہ (مقلد بن مسیب) راشعر نیکو و رفض فاحش بود تا آنکہ از و نقل است کہ یکے از حاجیاں وصیت کردہ بود کہ چوں بمدینہ طیبہ برسی سلام من بحضرت رسول برساں۔ و بگو کہ اگر شیخین در جوار تو مدفون نبودند ہر آئینہ بسر و چشم بزیارت تو می آمدم ولیکن جناب حلی در

اجازۂ کبیرہ کہ بہ بنی زہرہ دادہ نقل کردہ کہ مقلد بن مسیب (حسام الدولہ) پیغام جسارت آمیز وکلماتِ کفریہ برائے تبرآں حضرت فرستاد آں شخص مبلغ تبلیغ کرد ولکن درخواب دید حضرت رسول وامیرالمومنین را آنکہ جناب امیرالمومنین اورا لقتل رسانید آں خواب را تاریخ برداشت چوں برگشت از حجاز مقلد بن مسیب را کشتہ بودند درہماں شب کہ تاریخ برداشتہ بود"

(تتمہ المنتہی ص ۳۲۵، ص ۳۲۶ مطبوعہ تہران جدید)

حاصل یہ کہ مقلد بن مسیب شیعی نے ایک حج پر جانے والے شخص سے کہا کہ جب تو مدینہ منورہ جائے تو روضۂ اطہر پر سلام کرنا اور کہنا کہ اگر ابوبکر وعمر آپ کے پاس نہ ہوتے تو میں ضرور آتا ـــ اور آپ کی زیارت کرتا ـــ (شیخ عباس قمی کہتے ہیں) جناب حلّی نے کہا ہے کہ مقلد بن مسیب (نے صرف مذکورہ بات نہیں کی بلکہ) گستاخانہ کلام اور کفریہ کلمات بھی کہے تھے اس شخص نے جاکر یہ باتیں وہاں کہہ دیں۔ رات کو خواب میں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کو دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ حضرت علی نے اس بدبخت (مقلد بن مسیب) کو قتل کر دیا۔ (اس کی آنکھ کھل گئی اس نے) خواب کی تاریخ یاد کرلی جب وہ حجاز سے واپس ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ جس رات اس نے مدینہ میں خواب دیکھا تھا کہ حضرت علی نے اس کو قتل کر دیا ہے اسی تاریخ کو مقلد بن مسیب قتل کر دیا گیا ـــ

یہ ہے انجام تنقیص وگستاخیٔ شیخین کا ـــ اللہ تعالیٰ سب کو بچائے۔

آمین ؎ !

مسلم تنظیم اتحاد العالمی کے فکری نظریاتی اور انقلابی عالمگیر شاہکار

- ○ اسلام کیا ہے (اسلام کا مختصر اور جامع تعارف) علامہ ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی
- ○ اسلام میں عقیدۂ توحید کا تصور (توحید کے موضوع پر نہایت خوبصورت تحریر)
- ○ اسلام میں عقیدہ رسالت کا تصور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ اور اسوۂ حسنہ کا تعارف ...
- ○ اسلام میں سُنّت رسُول کا مقام (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالمگیر شخصیت کا تعارف
- ○ بدعت انسانی زندگی کا بدترین راستہ اسلام کے نام پر اسلام میں شامل کئے جانیوالے بے بنیاد نظریات ...
- ○ شرک اسلام سے کھلی بغاوت (انسان کی نیکیوں کو راکھ بنانے والے عمل شرک کی حقیقت)
- ○ اسلام اور عقیدہ ختم نبوت (مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں قرآن و حدیث کے واضح احکامات ...
- ○ قادیانی غیر مسلم کیوں؟ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کی ناموس پر حملہ کرنیوالے فتنہ کا ...
- ○ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نظریہ دُنیا بھر کے عیسائیوں کیلئے نہایت قابل غور ...
- ○ غیر مسلموں کی گواہی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اور خلفاء راشدین کے بارے میں عیسائیوں یہودیوں اور ہندوؤں کی رائے ...

نوٹ:۔ یہ تمام لٹریچر برطانیہ کے مسلمانوں کے تعاون سے شائع ہوا ہے۔

مذکورہ لٹریچر درج ذیل مقامات سے طلب کیا جاسکتا ہے

- ● ادارہ تعلیم القرآن ٹمبل پارک پولبا تھ آیڈن برا اسکاٹ لینڈ فون:۔ ۲۲۶۳۱۴۴ ● اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد (پاکستان)
- ● نیو سنٹرل ماسک گلاسگو اسکاٹ لینڈ فون ۴۱-۲۱۳۲-۴۲۹ ● جامع مسجد وڈ سٹاک روڈ نزد برنتو
- ● اسلامک اکیڈمی مانچسٹر ۱۴۵-۲۷۳-۰۶۱ ● قاری بشیر احمد، براڈلے روڈ سلوبرک لندن

Scanned with CamScanner

مسلم تنظیم اتحاد العالمی کا تعارف اور نصب العین

"مسلم تنظیم اتحاد العالمی" عالم اسلام کی وہ فکری اور نظریاتی تحریک ہے جس کا مقصدِ وحید دُنیا بھر میں اسلامی افکار کی اشاعت ہے اس تنظیم کی بنیاد کئی سال پہلے گلاسکو اسکاٹ لینڈ میں رکھی گئی، لیکن اس کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز اس وقت ہوا جب اگست ۱۹۸۶ء میں پاکستان کے نامور ادیب اور خطیب علامہ ضیاء الرحمن فاروقی کو گلاسکو میں کئی ملکوں کے نمائندوں کی موجودگی میں اس تنظیم کا سربراہ بنایا گیا۔ علامہ فاروقی کی سربراہی میں مسلم تنظیم کے نئے دستور کے مطابق نصب العین درج ذیل قرار پایا۔

- اِسلام کی حقانیت پر مختلف زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت
- قرآن وسُنت کی آسان تشریحات کا فروغ
- ایشیائی اور یورپی مُسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا
- مُسلمانوں کی نئی نسل کی تربیت واصلاح
- دُنیا بھر کے تمام غیر مُسلموں کو دعوتِ اسلام دینا

آئندہ پروگرام

- فیصل آباد (پاکستان) میں بین الاقوامی عالمی اسلامی مرکز کی تعمیر
- جدید پریس کا قیام
- انگریزی، اردو، عربی زبانوں میں ہفتہ وار مُسلم دُنیا کے عالمی خبرنامہ کا اجراء

تنظیم میں شمولیت کا طریقہ کار

دُنیا بھر کے کسی ملک یا خطے میں رہنے والا ہر مسلمان جو تنظیم کے اغراض ومقاصد سے متفق ہو اور دینی ولولہ اور جذبہ کے تحت اسلام کی خدمت سرانجام دینا چاہتا ہو وہ فوری طور پر مسلم تنظیم کے مرکزی رابطہ آفس سے شمولیت کے فارم طلب کرکے دُنیا کے دُور دراز خطوں میں بیٹھے بٹھائے اسلام کے عالمگیر پیغام کی اشاعت کے جہاد میں ہمارے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔

رابطہ آفس : اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد (پاکستان) فون ۳۱۱۲۴

Scanned with CamScanner

پندرھویں صدی ہجری کے آغاز پر
پاکستان میں شائع ہونے والی
بین الاقوامی کتاب

فیصل

ایک روشن ستارہ

کا

سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل کی
زندگی پر منفرد مجموعہ

چھٹا باب جو بارھویں صدی کے عظیم مصلح اور داعی اور سعودی حکومت کے معمار اور مقتدا امام الدعوت حضرت محمد بن عبدالوہاب کے حالات پر مشتمل ہے۔ اسے افادیت عامہ کے لیے علیحدہ شائع کیا گیا ہے۔

مجدد الدعوۃ الاسلامیۃ شیخ الاسلام

محمد بن عبد الوہاب

تمیمی

۱۱۱۵ھ — ◉ — ۱۲۰۶ھ

تالیف

ابوریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی

صدر مسلم تنظیم اتحاد العالمی

◉

ناشر

اشاعت المعارف

ریلوے روڈ فیصل آباد

پاکستان فون: ۲۱۱۲۴/۲۱۱-۰۴۱